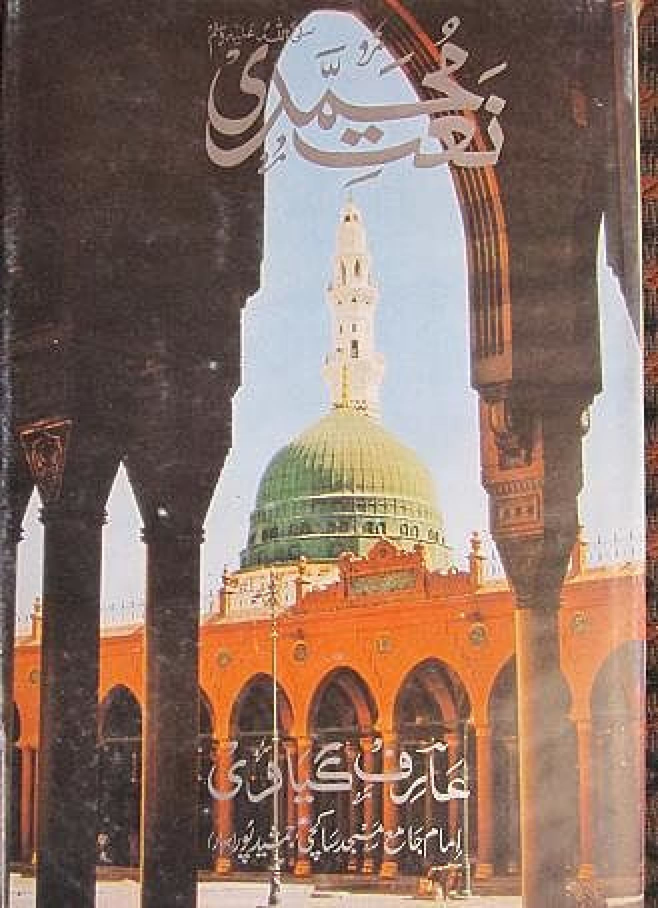

نعتِ محمدی
عارف کیانوی
امام جامع مسجد کراچی جمشید روڈ

نعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

مجموعۂ کلام

عارف گیاوی

امام جامع مسجد ساکچی، جمشید پور (بہار)

اِنتساب

الحمدللہ، میں اپنے اِس مجموعۂ نعت کو اپنے دو محترم بزرگ اور محسن و مُربّی کے نام منسوب کرتا ہوں، جنکی تعلیم و تربیت اور توجّہ نے احقر کو شعور و آگہی بخشا، اور علوم دینیہ اور شعر و سخن کا ذوق عطا کیا۔ اوّل بزرگ ہمارے اُستادِ مُکرم شمسُ العُلماء شیخُ القُراء عارفؒ باللہ حضرت الحاج علاّمہ و مولانا قاری سیّد فخرُ الدّین صاحبؒ فخر گیاوی نوّر اللہ مرقدہٗ ہیں

(خلیفۂ اجل حضرت شیخ الاسلامؒ و مہتمم مدرسہ قاسمیہ گیا)

دوسرے بزرگ اُستادِ محترم اور مشفق و مُربّی ہمارے بڑے بھائی حضرت الحاج مولانا قاری سیّد محمّد ضیاءُ الدّین صاحبؒ ضیاؔ قادری مظاہری رحمۃ اللہ علیہ ہیں

جنکی جانی و مالی قربانی میرے لئے ذریعۂ سعادت و کامرانی بنی، حق تعالیٰ شانہٗ اس کتاب کو دونوں کے لئے صدقۂ جاریہ اور ذریعۂ مغفرت بنا دے۔ آمین

عارف گیاوی

نام کتاب: ــــــ نعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

موضوع: ــــــ نعتِ پاک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

مصنف: ــــــ سید حسین احمد قادری والقاسمی

ادبی نام: ــــــ عارف گیاوی

کتابت: ــــــ محمد معراج الحق، جمشید پور

سن اشاعت: ــــــ ۱۹۹۹ء

تعداد: ــــــ ایک ہزار

قیمت: ــــــ پچاس ۵۰ روپیہ

طباعت: ــــــ سن فلاور ایسوسی ایٹس، جمشید پور

ناشر: ــــــ عارف گیاوی

کتاب ملنے کا پتہ

امام جامع مسجد، ساکچی

جمشید پور، بہار

تاثرات

جانشینِ فخرالاولیاءؒ الحاج حضرت مولانا قاری محمد معین الدین صاحب مدظلہ

مہتمم مدرسہ قاسمیہ گیا، بہار

آقائے دوجہاں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دربارِ رسالت کے خصوصی شاعر حضرت حسّان رضی اللہ عنہ کے لئے ممبر بچھوایا اور وہی مسجد مبارک (مسجد نبوی) جہاں تعلیم کلام اللہ کے حلقے ہوا کرتے تھے وہاں سیدنا حضرت حسّان رضی اللہ عنہ کے قصائد ذوق وشوق سے سُنے گئے کیونکہ یہ قصائد اور یہ اشعار اعلاء کلمۃ اللہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جذباتِ ایمانی کے ترجمان ہوا کرتے تھے۔ پس مبارک ہیں وہ اشعار جو جذباتِ ایمانی کی تفسیر اور قلبِ مومن کے واردات کی تصویر ہوں۔

جو عاشقِ سوختہ جاں کے دل کا دھواں ہوں، جو مردہ دلوں کو زندہ اور زندہ دلوں کو عشقِ مولیٰ کی سوزش سے پُرسوز کردیں۔ جو دلوں کے روشن دانوں میں حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغ جلادیں۔

محترم حضرت عارف گیاوی مدظلہ کے اشعار جن کے مجموعہ کا نام نعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ انکی تاثیر یہی ہے۔ آپ تجربہ کیجئے ان کے اشعار پڑھئے، اپنے ایمان کو تازہ اور دل کو منوّر کرلیجئے۔

فقط

احقر محمد معین الدین غفرلہٗ

یکم اکتوبر ۹۹ء

رائے

محترم حضرت مولانا سید شاہ ہلال احمد قادری مدظلہٗ خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف، پٹنہ

حَامِدًا وَّ مُصَلِّیًا وَّ مُسَلِّمًا

محبِّ گرامی قدر تلمیذِ رحمٰن، افصح اللسان، مادحِ خیر البشر کالحسانؓ
حضرت مولانا عارفؔ گیاوی قادری مدظلہٗ ایدکم اللہ بروح منہ
سلام مسنون، قبول فرمائیے

حقیر بہ تقصیر بخیر ہے اور آنجناب کی خیریت کا متمنّی و طالب،

جنابنے ازراہ کرم اپنے کلام بلاغت نظام سے متعدد بار مستفیض فرمایا، لیکن اپنی کاہلی کیا بیان کروں کہ شکریہ کے دو لفظ بھی نہ لکھ سکا۔ اس کوتاہی پر معذرت خواہ ہوں۔ والعذر عند کرام الناس مقبول، کچھ دن قبل تازہ کلام موصول ہوا۔ جَزَاكَ اللّٰهُ فِي الدَّارَيْنِ خَيْرًا ● حَمَاكَ اللّٰهُ عَنْ شَرِّ النَّوَائِبْ

آپکی ہر نعت آپکے جذبات قلبی کی ترجمان ہوتی ہے۔ ابھی جو تازہ غیر منقوط نعت نظر نواز ہوئی وہ خوب ہے اور آپکے کمالِ فن کی دلیل، خاکسار نہ سخن فہم ہے نہ سخن سنج، یہ آپکی ذرّہ نوازی اور حسن ظن ہے کہ مجھے سخن فہم سمجھ کر اپنا کلام ارسال فرماتے ہیں۔ آپکے اشعار پر رائے دیتے ہوئے ڈرتا ہوں کہ کہیں صائبؔ کے اس شعر کا مصداق نہ بنوں ؎ صائب دو چیز می شکند قدر شعر را تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس میری تحسین، تحسین ناشناس ہوئی تو شعر کی ناقدری ہوگی اور سخن شناس ہوں نہیں کہ سکوت قابل گرفت ہو، لیکن اس سے قطع نظر آپ کی محبّت اور آپکا خلوص مقتضی ہے کہ حقیقت کا اظہار کر دوں۔

حقیقت یہ ہے کہ غیر منقوط شعر بلکہ مکمل نعت کہنا ہر شاعر کے بس کی بات نہیں ہے، زبان و بیان اور الفاظ و معانی پر دسترس کے بغیر مشکل ہے، خوشی اور مسرّت ہے کہ آپ کے کلام میں فصاحت و بلاغت، سادگی و سلاست اور معنویت سبھی کچھ موجود ہے اور اصل چیز جو شاعر کے شعر ادیب کے قلم اور واعظ کی تقریر کو پُر اثر اور دل نشیں بناتی ہے وہ محبّت رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو آپکی موروثی چیز ہے آپکے کلام کی ایک نمایاں صفت اعتدال اور فکر صالح ہے، اس دورِ پُرفتن میں تو یہ وصف عنقا ہو چکا ہے۔ فقط

۵ / اکتوبر ۱۹۹۹ء

رائے

حضرت مولانا شاہ سید شاہد روح اللہ رحمانی صاحب مدظلہ، ناظم مدرسہ تجوید القرآن، مونگیر

حضرت علامہ عارف گیاوی مدظلہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

قومی تنظیم پٹنہ کے (جمعہ ایڈیشن) میں آپ کی لکھی ہوئی نعت پاک پڑھ کر مجھ پر جو تاثر ہوا اس نے بے اختیار قلم اٹھانے اور آپ کی خدمت میں اتنی عمدہ اور اثر انگیز نعت شریف لکھنے پر ہدیہ تبریک پیش کرنے پر مجبور کر دیا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔

محترم! پوری نعت میں کوئی شعر بھی ایسا نہیں کہ اس کی تعریف کم کی جائے اور دوسرے کی زیادہ اللہ آپ کو شافعِ محشرؐ (روحی وامی فداہ) کی شفاعت نصیب فرمائے اور اس گنہگار راقم پر بھی نظر کرم ہو جائے۔ آمین۔

والسلام

کمترین

شاہد روح اللہ رحمانی

۱۵؍جون ۱۹۹۹ء

نعتیہ شاعری ۔ ایک عبادت

تمام اہلِ نظر اس قول کے شاہد ہیں کہ اصنافِ شاعری میں نعت گوئی مشکل ترین صنفِ شاعری ہے۔ اور اس مشکل کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ نعت گو شاعر سے اگر ذکرِ رسول میں ذرا سی لغزش ہوتی ہے تو دین و دنیا کا زیاں اس کا مقدر ہو جاتا ہے۔ اسی لئے یہ قول بھی صادق ہے کہ نعت گوئی پُل صراط پر چلنے کے مترادف ہے مگر یہ عاجز ایسا سمجھتا ہے کہ ان سخت بندشوں کے علاوہ نعت گوئی میں ایک نعت گو شاعر کو فنی اور تخلیقی مرحلوں میں بھی سخت ترین دشواریوں سے گذرنا پڑتا ہے کیونکہ نعت کا موضوع پہلے سے طے شدہ ہے یعنی ثنائے رسول اور اس تعلق سے آپ کے شمائل، آپ کے اخلاق، آپ کی تعلیمات، معجزات اور احسانات کا ذکر، اور یہ تمام اذکار کے لئے لازمی شرط خود نعت گو کے اندر اخلاص و عشق کا ہونا اشد ضروری ہے۔

جاننا چاہئے کہ عشق ایک ایسا خالص جذبہ ہے جہاں عقل کی کوئی بندش کارگر نہیں ہوتی مگر نعت میں عشق کا اظہار اس ذات اعلیٰ سے ہے جہاں ہوش مندی لازمی ہے۔ ایک طرف عشق دوسری طرف پابندی۔ یہی وہ مقام ہے جہاں شاعر اگر خلّاق نہ ہو تو تخلیقی عمل سے کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ ہونا مشکل ہے بہ الفاظِ دگر پاسِ ادب ہونا لازمی ہے اور دیوانگیٔ عشق میں ہوش مندی کا مظاہرہ ہونا چاہئے ؎

رہے پاسِ آداب اے دل ہمیشہ
ہو دیوانگی میں قرینے کی باتیں

نعت گوئی شاعر کا بالکل انفرادی اور ذاتی عمل ہے یا یوں کہئے کہ مدحِ رسول وہ نہ تو داد کے لئے کرتا ہے اور نہ شہرت کے لئے۔ اس کا منشا صرف "اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَاَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ" ہوتا ہے اور اس تناظر میں اس نیک اور پاکیزہ عمل کو عبادت کا درجہ دیتا ہے بلکہ اسے حاصلِ نجات اور توشۂ آخرت بھی سمجھتا ہے۔

مقام شکر ہے کہ حضرت حُسین احمد عارف گیاوی نہ صرف نعت گو شاعر ہیں بلکہ صاحبِ دل بھی ہیں۔ اللہ جلّ شانہٗ نے انہیں تخلیقی صلاحیت بھی عطا فرمائی ہے وہ نعت گوئی جیسی پابند قیود شاعری میں بھی نئی جہتوں کو تلاش کر لیتے ہیں۔ حضرت عارف نے حبِّ رسول کو اپنے اندر جس طرح انگیز کیا ہے اور جتنی صداقت سے اپنی شاعری

کے اندر سمویا ہے اس کا صلہ تو خیر اُنہیں بارِ رسالت اور اللہ جلّ شانہٗ سے ملے گا ہی۔ مگر وہ حضرات جو محض فن کے دلدادہ ہیں۔ نعت گوئی میں حضرت عارفؔ کی شاعری کا اعتراف بہر حال کریں گے۔

یہ اپنا عقیدہ ہے کہ نعت گوئی کے لئے رسول گرامی وقار کی حیاتِ طیّبہ، اُن کے معجزات عادات و ارشادات کے جملہ محاسن سے واقفیت کے علاوہ ایک نعت گو شاعر کے لئے وقف رسول ہونا لازمی شرط ہے۔ جب شاعر اپنی ذات کو مدحتِ رسول کے لئے وقف کر دیتا ہے تو اس کی شاعری میں وہ حُسن پیدا ہو جاتا ہے جو رسول گرامی وقار سے اسکی محبّت و عقیدت کا مظہر ہو جاتا ہے ؎

وقف مدحِ مصطفٰے ہو زندگی میری طرح
زندگی کا ہو فقط مقصد یہی میری طرح

عارفؔ گیاوی نہ صرف نعت کی تخلیق کرتے ہیں بلکہ عملی طور پر بھی مدحتِ رسول اور محاسنِ سنّت رسول کی تبلیغ و اشاعت کا مجسّم پیکر ہیں۔ اُن کی تقریریں، اُن کے وعظ و ارشادات اور مجاہدانہ سرشت کے علاوہ نعت گوئی میں یہ والہانہ انداز اور نعت گوئی کا یہ وصف اُن کی شخصیت کو ممتاز بناتا ہے۔

دُعا ہے حضرت عارفؔ کے عارفانہ کلام کو مقبولیّت کے درجے پر فائز کرنے کے ساتھ ساتھ ربّ العزّت ان کی نعتیہ شاعری کو اُن کے حق میں توشۂ آخرت اور وسیلۂ نجات بنائے۔

آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

دُعا گو

فقیر اجمل نقشبندی

الجبیل سعودی عربیہ

۲۰ / مارچ ۱۹۹۹ء

پیشِ لفظ

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

ایک شاعر جوشِ عشق کی بدولت اپنے دل و دماغ پر وہ کیفیت طاری پاتا ہے جس کے اظہار پر وہ مجبور ہو جائے۔ کسی قوم کی اخلاقی اور رُوحانی صحت کا دار و مدار اس کے شعراء کی اسی الہامی صلاحیت پر مبنی ہے اور یہ ایک عطیۂ خداوندی ہے اور اسی سے انسانیت نشو و نما پاتی ہے شاعر کی رُوح میں ابدیت کا پرتو منعکس ہوتا ہے اور وہ اعلیٰ سے اعلیٰ قدروں کو اپنے وجود کی گہرائیوں میں محسوس کرتا ہے اور یہ قدریں اس کے خلوص و صداقت سے اظہار پاتی ہیں۔ علامہ اقبالؒ کا یہ شعر دیکھئے ؎

حُسن آئینہ حق اور دل آئینۂ حُسن
دلِ انساں کو ترا حُسن کلام آئینہ

سچا شاعر عاشق ہوتا ہے اور وہ حسن و حقیقت کے حصول کے لئے جد و جہد کرتا ہے اور وجدانی مرحلے سے گذر گذر کر انسانی فلاح و بہبود کی خاطر ضابطے بھی ترتیب دیتا ہے وہ فطرت کی اندرونی حقیقت کی توجیہہ کرتا ہے اور فطرت اس کے قلب کی آنکھ سے جلوہ گر ہوتی ہے شاعر کا کام اکتسابِ فیض بھی کرنا ہے وہ اپنے جذب و کیف میں ڈوب کر آتا ہے۔ شاعر کے تخیّل کا کرشمہ یہ بھی ہے کہ وہ ماضی کی یادوں کو ہمارے ذہن میں نئی اہمیت عطا کرتا ہے ماضی جب شاعر کے تخیل اور خلوص کا ممنونِ نگاہ بن جائے تو اس میں تازہ توانائی آجاتی ہے شاعر اپنے خونِ جگر سے ماضی کے پیکروں اور کائنات کی تشکیل کے صحیح مقاصد کو بھی پیش کرتا ہے جس سے ہر نسل اپنی صورت اور اپنے اعمال درست کرتی ہے اور انسانی بصیرت شعراء کے کلام سے محرم راز ہوتی رہتی ہے۔ اقبالؒ کا یہ شعر بھی مُلاحظہ فرمائیے ؎

رنگ ہو یا خشت و سنگ، چنگ ہو یا حرف و صوت
معجزۂ فن کی ہے خونِ جگر سے نمود

شاعر کے متعلق اتنا کچھ کہنے کے بعد، ہم دیکھتے ہیں کہ ہر دور میں فن کاروں نے بہترین پیکر اپنے فن اور اپنے کلام میں وضع کیا ہے اور دنیا کو نمونہ بنانے کی شعوری کوشش کی ہے جس میں ان کا وجدان اور خلوص کار فرما رہا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اطہر اور اقدس سے قلبی عشق اور ذہنی وابستگی اور اطاعت ایک مسلمان کیلئے معیار ایمان ہے۔ ایمان کی شرط حبّ رسول پر رکھی گئی۔ یہ وابستگی اور والہانہ محبت ہی تھی کہ جب صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور اکرمؐ کے ہاتھوں میں اپنے ہاتھ دیئے تو اس بات کا عہد کیا تھا کہ دل چاہے یا نہ چاہے ہر حال میں وہ آپؐ کی اتباع کریں گے۔

جذب و شوق کی یہ کیفیت انسانوں پر طاری ہوتی رہتی ہے اور یہی کیفیت حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب، عارف گیاوی پر طاری ہوئی کہ آج یہ مجموعۂ نعت آپ کے سامنے ہے۔

مُبارک ہو عارفؔ تجھے نعت گوئی
قلم کا ترے آب و تاب اللہ اللہ

حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب نے عطیۂ خداوندی میں وہ کیف و سُرور پایا ہے، وہ جذب و مستی پائی ہے جس پر قاری رشک کریں گے اور اپنے اخلاقی اور روحانی وجود میں توانائی محسوس کریں گے۔ جب ایسا ہو تو شاعر کامیاب ہے اور وہ منشائے الٰہی کا ایک عنصر بن جاتا ہے ؎

ہوں محوِ طوافِ درِ محبوبؐ الٰہی
یہ حسرت پاکیزہ مرے دل میں پلی ہے

یہی حسرت اور پاکیزہ حسرت مولانا کے دل و دماغ میں جگہ پا گئی اور اُن کے وجدان نے نہایت خلوص سے وہ صداقت قلمبند کر دیا ہے جو اُردو ادب میں یقیناً ایک اضافہ ہوگا۔

غالباً اسی سُرور اور ذہنی وابستگی نے مجھ سے بھی یہ پیش لفظ (Foreword) لکھوایا ہے اور یہ میرے لئے نہایت بڑی سعادت ابدی ہے کہ مولانا کی نعت کے اس مجموعہ میں میرا نام بھی شامل ہوگیا۔

پروفیسر محمد مُستجاب علی خان
صدر، شعبۂ انگلش
کریم سٹی کالج، جمشید پور

۱۱؍جون سنہ ۱۹۹۹ء

مُقدّمہ

از عارف گیاوی

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سہ حرفی لفظ نعت (ن، ع، ت) عربی زبان کا ایک مصدر ہے۔ لغت میں اس کا مطلب "کسی شخص میں قابلِ تعریف صفات کا پایا جانا ہے۔ یوں تو عربی زبان میں متعدد مصادر تعریف توصیف کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ مثلاً "حمد" اللہ جلِ جلالہٗ کی تعریف کے لیے مخصوص ہوگیا اور نعت حضور سرورِ کائناتؐ کی مدح وثنا کے لئے مستعمل ہوکر مخصوص ہوا۔ اِسی طرح اردو شاعری میں نظم کی اصنافِ سخن میں "نعت" وہ صنفِ سخن ہے جس کے اشعار میں رسولِ مقبول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف بیان کی جاتی ہے۔

اردو زبان میں جہاں تک نعت گوئی کا تعلق ہے ہمارے شعرا نے متعدد اقسام نظم کے اصولوں کی پابندی کے ساتھ نعت کہی ہیں۔ یعنی مثلث، مخمس، مسدس وغیرہ کی شکل میں بھی اور غزل کے اصولوں کی پابندی کے ساتھ بھی۔ ویسے عام طور پر نعت غزل کی طرح بحر اور قافیہ کی پابندی کے ساتھ کہی جاتی رہی ہے۔

نعت نہایت نازک صنفِ سخن ہے۔ رسولؐ کی مدحت کرتے ہوئے شخصیتِ پاک کا ذکر، اوصافِ مبارک اور کردارِ مقدس کو اشعار میں بیان کرنا معمولی اور آسان کام نہیں۔ شاعر کو نعت کہتے ہوئے ہمہ وقت یہ خیال رکھنا ہوتا ہے کہ مضمون جو وہ نعتیہ شعروں میں بیان کر رہا ہے۔ وہ اپنی حدود میں رہے۔ رسولؐ کی مدحت کے لئے ضروری ہے کہ اشعار معائبِ شعری سے پاک ہوں اور محاسنِ شعری سے مزین ہوں۔

شاہ معین الدین ندوی کی رائے کے مطابق "نعت کہنا آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔

محض شاعری کی زبان میں ذاتِ پاک نبوی کی عامیانہ توصیف کر دینا بہت آسان ہے لیکن اس کے پورے لوازم و شرائط سے عہدہ برآ ہونا بہت مشکل ہے.... حبِ رسول ؐ کے ساتھ نبوّت کے اصلی کمالات اور کارناموں، اسلام کی صحیح روح، عہدِ رسالت کے واقعات اور آیات، واحادیث سے واقفیت ضروری ہے جو کم شعرا کو ہوتی ہے۔ اس کے بغیر صحیح نعت گوئی ممکن نہیں۔ نعت کا راستہ بہت نازک ہے اس میں ادنیٰ سی لغزش سے نیکی برباد گناہ لازم آجاتا ہے۔ اس پُل صراط کو عبور کرنا ہر شاعر کے بس کی بات نہیں۔ یہ وہ بارگاہِ قدس ہے جہاں بڑے بڑے قدسیوں کے پاؤں لرز جاتے ہیں"۔ ادبی نقوش صہ ۲۸۴

ندوی صاحب کے مطابق نعت گو شاعر کا صاحبِ بصارت و بصیرت ہونا لازم ہے۔ کلمۂ شہادت پر یقین صادق اس راہ میں نہایت ضروری ہے۔ حضور سرورِ کائنات ؐ کی ذاتِ مقدّس، نبوّت اور عبدیت کا وہ مکمّل کمال ہے جس پر خالق بھی نازاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مدحتِ رسول اور ذکرِ رسول ؐ کو ارفع و اعلیٰ قرار دیا ہے۔ قرآنِ معظم میں ارشادِ باری ہے:۔ (وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ) (اور ہم نے تمہارے ذکر کو بلند کیا۔)

حضرت شیخ سعدیؒ کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ انہوں نے مدح رسول میں تین مصرے کہے۔ کوشش کے باوجود چوتھا مصرعہ نہ ہوتا تھا۔ اور وہ سخت پریشان تھے۔ ایک شب انہیں خواب میں بشارت ہوئی۔ حضور سرورِ کائنات ؐ بہ نفس نفیس موجود ہیں اور شیخ سعدیؒ سے فرماتے ہیں۔ سعدی تم نے تین مصرے کہے ہیں۔ ذرا سناؤ۔ شیخ سعدیؒ نے تین مصرے سنائے اور خاموش ہو گئے۔ آپ نے فرمایا اس میں یہ مصرعہ بڑھا لو۔

صَلُّوا عَلَیْهِ وَآلِهٖ

اور یوں حضرت شیخ سعدیؒ کی نعتیہ رُباعی مکمّل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اُس رُباعی کو

شرفِ قبولیت بخشا اور اس طرح شیخ سعدیؒ نعت گو شعراء میں ممتاز ہو گئے۔ اُن بامی کے یہ ممتاز چار مصرعے ہمیشہ توصیفِ و مدحِ رسول کرتے رہیں گے

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

حضور سرورِ کائنات احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ مقدس اس نور کی حامل ہے جو روزِ ازل سے موجود ہے اور جس کو وجہِ تخلیقِ کائنات کہا جاتا ہے۔ یہی نورِ ازل سے اولادِ آدم کی رہنمائی کر رہا ہے اور قیامت تک ایک روشن مینار کی طرح راہ دکھاتا رہے گا۔ آپؐ سرزمین عرب میں وہاں کے ممتاز گھرانے قریش میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد کا نام حضرت عبداللہ اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت آمنہ تھا۔ والدہ اور والد کے انتقال کے بعد آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب اور اُن کے انتقال کے بعد آپ کے چچا حضرت ابوطالب نے آپ کی پرورش کی۔ عرب میں اس زمانے کو زمانۂ جاہلیت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس دور میں لوگ اللہ سے ناواقف تھے۔ بتوں کی پوجا عام تھی۔ غرضیکہ سماج میں ہر قسم کی برائیاں، عیوب اور گناہ اپنی بے پناہ کثرت و شدت کے ساتھ موجود تھے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس دور تک آئے جملہ ضوابطِ حیات والحیان منسوخ فرمائے اور حضور سرورِ کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کو رسالت سے سرفراز فرمایا۔ اور اپنا پیغام اپنے بندوں تک پہونچانے پر مقرر فرمایا۔ چراغِ مصطفوی روشن ہوا تو دورِ جہالت کے حق ناآشنا لوگ شرارِ بولہبی کی شکل میں بھڑک اٹھے اور آپ کو ایذائیں دینا اور تکالیف پہونچانا اپنا شعارِ اوّلین بنالیا۔ نبیِ مکرّم نے نبوت و رسالت ملنے سے پہلے وہ اعلیٰ کردار پیش کیا جو اپنی مثال آپ ہے اور آپ کو تمام انسانوں میں ممتاز کرتا ہے۔ یہ کردارِ اقدس کی عظمت ہی ہے کہ اُس دور کے جاہل عرب جو دشمنانِ حق تھے۔ آپ کے کردار کی صداقت

اور وصفِ امانت کے معترف رہے کردار کی عظمت، حق گوئی، انسان دوستی، سچائی اور امانت داری نے ایک عالم کو آپؐ کا والا و شیدا بنا دیا گو دشمنانِ حق نے حضور کو پیغامِ حق پہونچانے کی وجہ سے اس قدر تکلیفیں دیں کہ تحریر سے باہر ہیں۔ مد ہے کہ اس آفتابِ حراء کو مکّہ سے مدینہ کے لئے ہجرت بھی کرنا پڑی۔ ایک وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ نے آپ کو شادکامی کے ساتھ یعنی غازی اور فاتح کی حیثیت سے اسی شہر مکہ میں داخل ہونے کا شرف عطا کیا۔ یہ میرے آقاؐ کا اعلیٰ ظرف اور بے مثال کردار ہی تھا کہ آپ نے عام معافی کا اعلان کر دیا اور سب کو امان دی۔ امان پانیوالوں میں دشمنانِ حق و اسلام بھی شامل تھے۔

اسلام کی فتحِ مبین کے بعد حضور رسالتمآب نے اسلامی نظام حیات پیش کیا جو دینِ فطرت اور مکمّل ضابطۂ حیات ہے۔ حق تعالیٰ کے واحد ہونے کا اقرار، رسول محمّدؐ کی رسالت پر دل سے یقین، نماز، حج، زکوٰۃ جیسے فرائض کی تکمیل۔ اس کے علاوہ حقوق العبادؔ کی ادائیگی۔ انسان پر انسان کے حقوق، عورت کو سماج میں اعلیٰ درجہ دینا۔ تمام انسانوں حتّٰی کہ جانوروں پر رحم کرنا وغیرہ وغیرہ وہ تمام تعلیمات ہیں جن کو مکمّل ضابطۂ حیات کہتے ہیں اور جو حضور سرورِ کائنات نے اسلام کی شکل میں پیش فرمایا۔ یہ دین کامیاب زندگی گزارنے کے بیش بہا اصولوں سے آراستہ و پیراستہ ہے اور دین و دنیا کی راہوں پر چل کر کامیاب زندگی گذارنے کا درس دیتا ہے۔ اسلام صرف رُوحانیت وعبادات ہی کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ دُنیاوی علوم کی واقفیت حاصل کرنے کی بھی قرآنِ کریم کے ذریعہ تلقین کی گئی ہے۔ قرآن ہی کے ذریعہ خدائے عزّوجل نے تمام عالم کو تسخیر کرنے کا انسان کو اختیار دیا ہے۔

ہمارے رسول حضرت محمّدؐ دنیا کے سب سے بڑے انقلابی تھے۔ آپ نے انسانیت کو ارتقار کی جانب گامزن کیا۔ عالمِ اسلام میں علماء و حکماء نے طِب، حکمت، علم الحساب،

علم کیمیا اور دیگر دنیاوی علوم میں وہ وہ جوہر دکھاے جو آج بھی اہلِ علم کی راہ بری کرتے ہیں۔ انسانی افعال پر تحقیق کے ذریعہ درست اعمال کی نشاندہی اور تعلیمات جبھی ممکن ہو سکیں جب حضور سرورِ کائنات مُجملہ تعلیمات لے کر اس دنیا میں تشریف لائے اور اُن تعلیمات کے خزانے طالبانِ علم پر عام کر دیے۔ اسی وصف کی وجہ سے آپ شہرِ علم کہلاتے ہیں۔ کائنات میں آپ کی حیاتِ مبارک کی مثال نہیں ملتی۔ پیغامِ حق کی ترسیل میں بے شمار تکالیف آپ نے اٹھائیں صبر کیا اور تکالیف پہونچانے والوں کے لئے ہدایت ملنے کی دعائیں کیں کبھی کسی کو بد دعا نہ دی۔ اس طرح آپ نے اپنے رحمۃ للعٰلمین ہونے کا ثبوت پیش کیا۔ تاریخ شاہد ہے اور ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضورِ اقدس کے اسی کردار بابرکت اور ان تکالیف کو برداشت کرنے کا طفیل ہے کہ ان کے نام لینے والے نہ صرف دولتِ دنیا و عقبیٰ سے مالامال ہیں بلکہ سرزمینِ عرب تمام عالم کے لئے سرچشمۂ فیوض و برکات بنی ہوئی ہے کہ یہ سرزمینِ پاک اُسی رحمۃ للعٰلمین کی سرزمین ہے جہاں انہوں نے پیغامِ حق پہونچانے کی ابتداء کی اور دینِ حق کو پایۂ تکمیل تک پہونچایا۔

حضورؐ کی حیاتِ طیّبہ کے دو رُخ ہیں۔ رُوحانی اور دنیاوی۔ آپ کی رُوحانی زندگی کا اگر مطالعہ کیا جاے تو وہ یقیناً بے مثال ہے۔ خدا نے پر تر جسے محبوب کہے۔ اس ذاتِ عظیم و مقدس کا عمل یہ کہ ہمہ وقت اللہ جل جلالہٗ سے خائف، خاشع اور متضرع رہنا اور رات رات بھر سر بسجود رہنا اور اپنی امّت کے لئے دعائیں کرنا۔ علاوہ ازیں دنیاوی معاملات میں بھی مثال قائم کرنا یعنی انسانی مساوات و اخوّت، کمزوروں پر رحم، عورت کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ اور سب انسانوں کے حقوق ادا کرنا وہ اعمالِ صالحہ ہیں جو آپ کو بہ ہر پہلو تمام عالم میں ممتاز کرتے ہیں۔ آپ کی جس قدر بھی مدحت و توصیف کی جائے کم ہے۔

نعت گوئی حضورؐ کی حیاتِ طیبہ میں ہی شروع ہو چکی تھی۔ صحابہ کرام، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت ابو طالب، حضرت حسان بن ثابتؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا سے لے کر موجودہ دور تک شعراء کرام نعت کہتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور چند دیگر بزرگ ہستیوں کی نعتیں تبرکاً اس کتاب کے دیباچہ میں شامل ہیں۔ خاندان انصار کی لڑکیوں نے یہ استقبالیہ اشعار پڑھے:۔

مِن ثَنِیَّاتِ الوَدَاعِ

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا	فَاخْتَفَتْ مِنْہُ الْبُدُوْرُ
ہمارے سروں پر ماہتاب طلوع ہوا	اس مہتاب سے سب مہتاب چھپ گئے
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا	مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعِ
ہم پر شکر واجب ہو گیا۔	جوں جوں دعا کرنے والا دعا مانگتا ہے۔

حمدِ باری تعالیٰ شانہٗ

ہے نام رحیم و مہرباں اُسی کا — ہے احسانِ بیکراں اُسی کا
یہ سب زمیں آسماں اُسی کا — ہے بلکہ سارا جہاں اُسی کا
زمیں اُسی کی، زماں اُسی کا — یہ کہکشاں، آسماں اُسی کا
ثنا خواں جنّ و ملک اُسی کے — بشر بھی تسبیح خواں اُسی کا
بلندی اُس کی، اُسی کی پستی — ہے سب مکاں، لامکاں اُسی کا
ہر ایک مخلوق سربسجدہ — ہر ایک ہے مدح خواں اُسی کا
اُسی کا ظاہر، اُسی کا باطن — عیاں اُسی کا، نہاں اُسی کا
اُسی کی ہر جا ہے بادشاہی — یہاں اُسی کا وُہاں اُسی کا
ہر ایک صورت اُسی کی قدرت — ہر ایک چہرہ نشاں اُسی کا
بسی ہے پھولوں میں اُسکی خوشبو — بلبل بھی ہے نغمہ خواں اُسی کا
نبی اُسی کے، رُسُل اُسی کے — صحیفے اُس کے، قُرآں اُسی کا
ضیائے شمس و قمر اُسی کے — تمام نورِ جہاں اُسی کا
سوائے اُس کے فنا ہے سب کو — رہے گا نام و نشاں اُسی کا
اُسی کے ہیں مہر و ماہ و انجم — ہر اک قافلہ، کارواں اُسی کا
تمام ہیں بحر و بر اُسی کے — ہے صحرا اور آب رواں اُسی کا
فسانۂ دہر ہیں اُسی کے — ہے ہر قصۂ جہاں اُسی کا

لکھا یہ عارف نے حمدِ باری
سدا رہے حمد خواں اُسی کا

حمدِ باری تعالیٰ شانہٗ

خالق، پروردگار تُو ہے — مالک اور مختار تُو ہے
تُو ہے آقا، میں ہوں بندہ — عاصی میں، غفار تُو ہے
میں ہوں تیرا عاشق یا ربّ — محبوبؐ و دلدار تُو ہے
قادرِ مطلق ذات ہے تیری — حاکم اور سردار تُو ہے
بقا ہے تجھ کو، فنا ہے مجھ کو — الٰہی، ابدُ القرار تُو ہے
ہر تعریف ہے زیبا تجھ کو — ستائش کا حقدار تُو ہے
ذات و صفات میں لاثانی ہے — اور مخزنِ اسرار تُو ہے
ذرّہ ذرّہ میں تیرا جلوہ — جلوؤں کا مینار تُو ہے
اونگھ اور نیند نہ آئے تجھ کو — ہر لمحہ بیدار تُو ہے
سراپا عجز و نیاز میں ہوں — سراپا عزّ و وقار تُو ہے
تو ہی مشکل کشا ہمارا — ہمدرد و غم خوار تُو ہے
غم کی دھوپ میں جلتا ہوں جب — سایہ اور دیوار تُو ہے
یا ربّ میں ہوں خزاں رسیدہ — لیکن سدا بہار تُو ہے
میں گل چیں ہوں تیرے چمن کا — تو گل ہے، گلزار تُو ہے
دن بھی تیرا، رات بھی تیری — رونقِ لیل و نہار تُو ہے

بخش دے عارفؔ کو مرے مولیٰ
غفّار و ستّار تُو ہے

حمدِ باری تعالیٰ (فارسی)

سکون و راحت و آرامِ جانِ ما ہستی
بیا بیا کہ دلم می تپد کجا ہستی

بیا مریضِ غم و رنج را دوا ہستی
کرم! کہ مرہمِ زخمِ درونِ ما ہستی

کرا مجال کہ ایں راز رازِ تو پُرسد
چگونہ ہستی و چوں ہستی و کجا ہستی

حدیثِ دل بکہ گویم کہ نیست مونسِ من
بگو! خموش تو اے دل ربا چرا ہستی

ہزار شکر کہ جور و جفا نمی دانی
سراپا لطف و مہربانی و وفا ہستی

رسیدہ ام بدرت ساقیا ز دُور و دراز
مُرا تو جام بدہ صاحبِ عطا ہستی

عیاں شدہ ز کلامِ تو "نَحنُ اَقرَبُ اِلَیہِ"
کسے چگونہ بگوید ز من جُدا ہستی

شفیعِ روزِ جزا غمگسارِ تُست، عارفؔ
مرنج! گر تو تہی دست و بے نوا ہستی

صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت حسان بن ثابتؓ

المتوفی سنہ ۶۸ھ / ۶۸۷ء

أَغَرُّ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ
یہ وہ ہیں جن پر مہرِ نبوت چمک رہی ہے
مِنَ اللهِ مَشْهُودٌ يَلُوحُ وَيُشْهَدُ
اللہ کی طرف سے یہ شہادت ہے جو چمکی ہے اور دیکھی جاتی ہے

وَضَمَّ الْإِلٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ إِلَى اسْمِهٖ
اللہ نے اپنے نام کے ساتھ نبی کا نام ملا رکھا ہے
إِذْ قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ أَشْهَدُ
جب کہ پانچ وقت مؤذن اشہد کہتا ہے

وَشَقَّ لَهٗ مِنِ اسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ
اللہ نے ان کا نام ان کے اعزاز کے لئے اپنے نام سے مشتق کیا ہے
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ
صاحب عرش محمود ہے، اور یہ محمدؐ ہیں

نَبِيٌّ أَتَانَا بَعْدَ يَأْسٍ وَفَتْرَةٍ
یہ ایسے نبی، جو ہمارے پاس ایک خوف اور طویل وقفہ کے بعد آئے ہیں
مِنَ الرُّسُلِ وَالْأَوْثَانُ فِي الْأَرْضِ تُعْبَدُ
اور حال یہ تھا کہ زمین میں بت پوجے جا رہے تھے

فَأَمْسٰى سِرَاجًا مُسْتَنِيرًا وَهَادِيًا
یہ نبی آئے اور روشنی والے چراغ اور رہنما ہو گئے
يَلُوحُ كَمَا لَاحَ الصَّقِيلُ الْمُهَنَّدُ
وہ اس طرح چمکے جیسے صیقل کی ہوئی ہندی تلوار چمکے

وَأَنْذَرَنَا نَارًا وَبَشَّرَ جَنَّةً
اور انھوں نے آگ سے ڈرایا، جنت کی بشارت دی
وَعَلَّمَنَا الْإِسْلَامَ فَاللهَ نَحْمَدُ
اور ہمیں اسلام کی تعلیم دی، ہم اللہ کے شکر گزار ہیں

وَأَنْتَ إِلٰهُ الْخَلْقِ رَبِّي وَخَالِقِي
اے اللہ تو دنیا کا معبود ہے میرا رب اور خالق ہے
بِذٰلِكَ مَا عُمِّرْتُ فِي النَّاسِ أَشْهَدُ
جب تک میں لوگوں میں زندہ رہوں گا اس کی شہادت دیتا رہوں

تَعَالَيْتَ رَبَّ النَّاسِ عَنْ قَوْلِ مَنْ دَعَا
اے سارے انسانوں کے پروردگار تو ان کے اقوال سے بلند
سِوَاكَ إِلٰهًا أَنْتَ أَعْلٰى وَأَمْجَدُ
اعلیٰ اور برتر ہے جو تیرے سوا کسی اور کو معبود بنائیں

لَكَ الْخَلْقُ وَالنَّعْمَاءُ وَالْأَمْرُ كُلُّهٗ
تو ہی پیدا کرنے والا نعمت دینے والا اور حاکم مطلق ہے

فَإِيَّاكَ نَسْتَهْدِي وَإِيَّاكَ نَعْبُدُ
ہم تجھ ہی سے ہدایت چاہتے اور تیری ہی پرستش کرتے ہیں

صلی اللہ علیہ وسلم

اَلصُّبحُ بَدَا مِن طَلعَتِہٖ   وَاللَّیلُ دَجَا مِن وَفرَتِہٖ

صبح حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ نور سے نمودار ہوئی اور رات نے آپ کے گیسوؤں کی سیاہی سے اکتساب رنگ کیا

فَاقَ الرُّسُلَا فَضلًا وَّعُلًا   اَھدَی السُّبُلَا لِدَلَالَتِہٖ

آپ فضیلت اور بلندی میں تمام رسولوں سے بڑھ گئے اور آپ نے اپنی قیادت میں راستے دکھائے۔

کَنزُ الکَرَمِ مَولَی النِّعَمِ   ھَادِی الاُمَمِ لِشَرِیعَتِہٖ

آپ خزانۂ کرم ہیں نعمتیں بانٹنے والے ہیں اور اپنی شریعت کی روشنی میں امتوں کی رہنمائی کرنے والے ہیں

اَزکَی النَّسَبِ اَعلَی الحَسَبِ   کُلُّ العَرَبِ فِی خِدمَتِہٖ

آپ نسب میں پاکیزہ تر اور حسب میں بلند تر ہیں۔ اور تمام عرب آپ کی خدمت پر مامور ہے۔

سَعَتِ الشَّجَرُ نَطَقَ الحَجَرُ   شُقَّ القَمَرُ بِاِشَارَتِہٖ

درخت دوڑتے ہوئے آپ کے پاس آئے، پتھروں کو زبان مل گئی آپ کے ایک اشارے پر چاند کے ٹکڑے ہو گئے

جِبرِیلُ اَتٰی لَیلَۃَ اَسرٰی   وَالرَّبُّ دَعَاہُ لِحَضرَتِہٖ

اسراء کی شب جبریل امین علیہ السلام آپ کے پاس آئے کہ ربّ العٰلمین نے آپ کو اپنے حضور یاد فرمایا ہے

نَالَ الشَّرَفَا وَاللہُ عَفَا   عَمَّا سَلَفَا مِن اُمَّتِہٖ

آپ کو وہ عزّ و شرف حاصل ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امّت سے سرزد ہونے والے گناہوں کو یکسر معاف کر دیا

فَمُحَمَّدُنَا ھُوَ سَیِّدُنَا   فَالعِزُّ لَنَا لِاِجَابَتِہٖ

ہمارے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے آقا و مولیٰ ہیں۔ ان کے حکم پر لبیک کہنا ہمارے لئے باعثِ عزت ہے

نوٹ:۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ نعت حضرت حسّان بن ثابتؓ کی ہے لیکن درحقیقت یہ نعت مبارک علامہ محمد بن سعید البوصیریؒ کی ہے جو قصیدہ بردہ کے مصنف کے طور پر مشہور ہے

علامہ محمد بن سعید البوصیریؒ

سابق امام
جامع مسجد
[illegible]

کلام محمد عارف گیاوی

بفضل اللہ عزوجل
یہ نعت پاک
انٹرنیشنل ہو گئی ہے
عالمی سطح پر

غیر منقوط نعت پاک

بغیر نقطے کی نعت پاک

رہے سر کو ہر دم ہوائے[1] محمد ؐ ۔ ملے دردِ دل کو دوائے محمد ؐ
دو عالم کی حرص و ہوس سے الگ ہے ۔ ہے آسودہ ہر دم گدائے محمد ؐ
ہے اسلام اللہ کی راہِ محکم[2] ۔ اُصولِ مکمل کو لائے محمد ؐ
الٰہی، ملے کالی کملی کا ٹکڑا ۔ مرے کام آئے ردائے[3] محمد ؐ
ہے درسِ محمد ؐ کہ اللہ ہے واحد ۔ سدا آرہی ہے صدائے محمد ؐ
کلامِ الٰہی، اور اسلام لائے ۔ عطائے الٰہی عطائے محمد ؐ
رہائی ملے ہم کو درد و الم سے ۔ مرے کام آئے لوائے[4] محمد ؐ
سرِ لوح و کرسی، رسائی ہوئی ہے ۔ رسولوں کے سردار آئے محمد ؐ
سرور و سکوں دل کو حاصل ہوا ہے ۔ حرم سے ہے آئی ہوائے محمد ؐ
ہمہ دم، ہر اک لمحہ رحم و کرم ہے ۔ عدو[5] کے لئے ہے دعائے محمد ؐ
محمد ؐ کا اسوہ[6] عمل ہو ہمارا ۔ الٰہی عطا کر ادائے محمد ؐ

ہر اک لمحہ دل سے کرو وردِ احمد ؐ (نام عارف گیاوی)
درودِ محمد ؐ، ولائے[7] محمد ؐ

۱ آرزو ۲ مضبوط ۳ چادر ۴ جھنڈا ۵ دشمن ۶ نمونہ ۷ محبت

M. 8757239659

نتیجۂ فکر

جناب عارف بگاوی
سابق نائب امام جامع مسجد
سانچی جمشید پور
جھارکھنڈ

مدحِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

(بغیر نقطے کی نعتِ پاک)

ہر لمحہ مدحِ احمدِ مرسل لکھا کروں ⁂ ہر صدمہ و الم کی الٰہی دوا کروں

محوِ ادائے اُسوۂ[1] ہادی رہا کروں ⁂ کردارِ احمدی ملے، ہر دم دعا کروں

ہو گی گوارہ کس طرح دوری رسول سے ⁂ ہر اک سعی[2] سے راہ کا طے مرحلہ کروں

ہر اک سطر معطّر ہو درود و سلام سے ⁂ سائل درِ محمد کا دائم رہا کروں

مدحِ رسولِ اکرم ہو، مداوائے[3] دردِ دل ⁂ ہر کلمہ اُس کا دل کے لہو سے لکھا کروں

اللہ کی مدد سے ہر اک مسئلہ ہو حل ⁂ اللہ کے رسول کا گر واسطہ کروں

ہر دم رہے درود و سلاموں کا سلسلہ ⁂ وِردِ محمدی سے درِ دل کو وا[4] کروں

سہل الحصول ہو گا ہر اک مدعائے دل ⁂ اللہ کے کرم کا اگر آسرا کروں

ہر دم گلِ مراد کھلے، ہر مدعا ملے ⁂ اللہ سے دعا اگر حد سے سوا کروں

مسلک ہمارا ہر گھڑی احمد ہو صلحِ کل
لوگوں کو راہِ ہادیِ عالم عطا کروں

نام عارف گیاوی
تخلص پھلواروی

۱ نمونہ ۲ کوشش ۳ علاج ۴ کھولوں

M. 8757239659

نعتِ پاک بحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

عظیم الشان ہے شانِ محمدؐ
خدا خود ہے ثنا خوانِ محمدؐ

کتابیں ہو گئیں منسوخ کتنی
مگر باقی ہے قرآنِ محمدؐ

فدائی آپؐ کے ہیں جنّ و انسان
فرشتے بھی نثارانِ محمدؐ

نبیؐ کی بات ہے نطقِ الٰہی
کلام حق ہے فرمانِ محمدؐ

وہ سمجھے مقصدِ آیاتِ قرآں
جسے حاصل ہے عرفانِ محمدؐ

ابو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ
بسا ان سے گلستانِ محمدؐ

نہیں جچتی ذرا بھی بادشاہی
یہ ہے شانِ غلامانِ محمدؐ

بنا خورشید کا ہمسر، وہ ذرہ
ہوا جس پر بھی فیضانِ محمدؐ

توجہ ان کی ہے سب پر ہمیشہ
ہے یکساں سب پہ احسانِ محمدؐ

اک ادنیٰ اُمتی اُن کا ہے اعلیٰ
نہ پوچھو حالِ خاصانِ محمدؐ

نجات اُس کی ہوئی روزِ قیامت
ملا جس کو بھی دامانِ محمدؐ

ہے عارفؔ کی تمنا یا الٰہی
رہے ہر دم ثنا خوانِ محمدؐ

نذرانۂ نعتِ پاک حضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

غم لیکے چلے ہیں نہ الم لیکے چلے ہیں
سرکارؐ کا ہم نقشِ قدم لیکے چلے ہیں

اللہ کا احسان و کرم لیکے چلے ہیں
عشقِ شہِؐ کونین کو ہم لیکے چلے ہیں

ہم مرتبہ و جاہ و حشم لیکے چلے ہیں
دامانِ رسالت بہ قسم لیکے چلے ہیں

عرب لیکے چلے ہیں نہ عجم لیکے چلے ہیں
وہ رحمتِ کُل سب کو بہم لیکے چلے ہیں

شک لیکے چلے ہیں نہ وہم لیکے چلے ہیں
ایمان و یقیں دین پہ ہم لیکے چلے ہیں

کُفّار، جفا ظُلم و ستم لیکے چلے ہیں
محبوبِؐ خدا لُطف و کرم لیکے چلے ہیں

پہونچے گا وہی قافلہ منزل پہ یقیناً
جو قافلہ سالارِؐ حرم لیکے چلے ہیں

وہ محسنِؐ اعظم ہیں وہی رحمتِ عالم
اُمت کیلئے دیدۂ نم لیکے چلے ہیں

جو حکم خدا کا ہے اور فرمان نبی کا
ہم اُس سے ذرا بیش نہ کم لیکے چلے ہیں

محشر میں جو مل جائے محمدؐ کی شفاعت
ہم خُلدِ بریں، باغِ ارم لیکے چلے ہیں

یہ فضلِ خدا، فیضِ رسولِ عربی ہے
ہم حق و صداقت کا علم لیکے چلے ہیں

صد شکر! کہ توصیفِ رسولِ عربی میں
ہم حُسنِ بیاں، زورِ قلم لیکے چلے ہیں

عارفؔ نہیں ڈوبے گا سفینہ یہ بھنور میں
کشتی کو مری شاہِؐ اُمم لیکے چلے ہیں

ساکچی، جمشیدپور

نعتِ پاک

جمالِ رُخِ مصطفیٰ چاہتا ہوں
محبت کی دلکش ادا چاہتا ہوں

خدا سے رسولِ خدا چاہتا ہوں
محمدؐ کا میں نقشِ پا چاہتا ہوں

محبت نبی کی سدا چاہتا ہوں
خدا سے میں عشقِ خدا چاہتا ہوں

فنا چاہتا ہوں بقا چاہتا ہوں
الٰہی! میں تیری لقا چاہتا ہوں

وفاؤں کا اپنی صِلہ چاہتا ہوں
ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں

نگاہوں میں ہو سبز گنبد کا جلوہ
وہی قُبّۂ پُر ضیا چاہتا ہوں

جو پہنچا دے مجھکو رسولِ خدا تک
وہی راہ پُر رہ نُما چاہتا ہوں

مرا حالِ غم میرے آقا سے کہنا
یہی تجھ سے بادِ صبا چاہتا ہوں

مرے دیدۂ و دل کو روشن جو کر دے
وہی طورِ جلوہ نما چاہتا ہوں

مدینہ کے جلووں سے پُر نور ہو کر
فیوضِ رسولِ خدا چاہتا ہوں

عطا کر الٰہی! تمنّا سے زیادہ
بتاؤں میں کیا تجھ سے کیا چاہتا ہوں

ہو کیفِ رکوع و سجود اب تو حاصل
عبادت میں بیحد مزا چاہتا ہوں

کسی کی خوشی ناخوشی سے نہ مطلب
ہمیشہ میں تیری رضا چاہتا ہوں

بقیعِ مُبارک میں ہو میرا مدفن
مدینے میں اپنی قضا چاہتا ہوں

بنے جس سے دل میرا کُندن الٰہی
وہی نسخۂ کیمیا چاہتا ہوں

خدا سے خدا کی طلب ہے بس عارفؔ
محمدؐ کو بعد از خدا چاہتا ہوں

نعتِ پاک

بہارِ گلشنِ یزداں محمدِ عربی
کتابِ عرش کے عنواں محمدِ عربی

مِلا ہے آپ کا داماں محمدِ عربی
جو ہے نجات کا ساماں محمدِ عربی

خدائے پاک کا ارماں محمدِ عربی
ہماری فکر کا عنواں محمدِ عربی

ہے ہم پہ آپکا احساں محمدِ عربی
قبول آپ کا فرماں محمدِ عربی

ہر ایک درد کا درماں محمدِ عربی
سکونِ قلبِ پریشاں محمدِ عربی

ہیں صدرِ محفلِ عرفاں محمدِ عربی
چراغِ بزمِ رسولاں محمدِ عربی

خدا کے بعد ہیں ذیشاں محمدِ عربی
ہیں جبرئیل بھی حیراں محمدِ عربی

ہر ایک آیتِ قرآں ہے آپکی سیرت
سراپا آپ ہیں قرآں محمدِ عربی

سوائے آپ کے کوئی نبی نہیں پہونچا
ہوئے ہیں عرش پہ مہماں محمدِ عربی

حضور! اپنے غلاموں پہ اِک نگاہِ کرم
کہ اُن کا خون ہے ارزاں محمدِ عربی

جو آپ آئے تو دنیا میں روشنی آئی
ہے آپ ہی سے چراغاں محمدِ عربی

نبی کی نعت مکمل نہ ہو سکے عارفؔ
خدا ہی جب ہے ثنا خواں محمدِ عربی

نعتِ پاک

باوضو نعتِ پیمبر ﷺ لکھوں
کرکے خامہ کو معطّر لکھوں

اِنّا اَعطَینٰکَ الکوثر لکھوں
اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالاَبتر لکھوں (بے اولاد)

ساقیٔ و صاحبِ کوثر لکھوں
اُن کے دشمن کو میں ابتر لکھوں

اُن کو سردارِ پیمبر ﷺ لکھوں
اُن کو آقا کہوں سرور لکھوں

جب جمالِ رُخِ انور لکھوں
مہ و اختر سے بھی بڑھکر لکھوں

ساری مخلوق سے بہتر لکھوں
سارے نبیوں سے میں برتر لکھوں

وَالضُحیٰ کہوں نور کا پیکر لکھوں
اور انساں کیلئے ہادی و رہبر لکھوں

روضۂ پاک کو اطہر لکھوں
خارِ طیبہ کو گلِ تر لکھوں

عشق میں اُنکے زباں کھولوں میں
نعتِ سرکار ﷺ کو دل پر لکھوں

بات جب اُنکے پسینے کی کروں
مُشک و عنبر سے بھی بڑھکر لکھوں

اُمّتی جنکی زباں پر ہو گا
اُنکو غمخوار کہوں شافعِ محشر لکھوں

نعت ہر لمحہ لکھوں حضرت ﷺ کی
اُنکی توصیف کا دفتر لکھوں

جب محمّد ﷺ کا کروں ذکرِ جمال
حسنِ یوسفؑ سے فزوں تر لکھوں

جنکو اصحابِ نبی ﷺ کہتے ہیں
انکو قسمت کا سکندر لکھوں

ہیچ ہے بسترِ کمخاب و حریر
ٹاٹ کا اُنکے جو بستر لکھوں

جان دیدوں میں درِ اقدس پر
عرش پر اپنا مقدر لکھوں

اُنکو لطف و کرم کا دریا سمجھوں
اور جود و سخاوت کا سمندر لکھوں

جانِ جاناں لکھوں اور راحتِ جاں
اُنکو محبوب اور دلبر لکھوں

ہے تمنائے دلی یہ عارف
اُنکی تعریف عمر بھر لکھوں

نعتِ پاک

فاراں کی بلندی پر روشن جب شمعِ رسالت ہوتی ہے
خورشید سے بڑھکر تابانی ذروں کو عنایت ہوتی ہے

جب انکی نگاہِ لطف و کرم مائل بہ عنایت ہوتی ہے
گلہائے جناں سے افزوں تر کانٹوں میں لطافت ہوتی ہے

اصحابِ محمدؐ کو حاصل اک خاص ولایت ہوتی ہے
سرکار کے چہرۂ انور کی دن رات زیارت ہوتی ہے

لائی ہے صبا پیغامِ طلب، جانا ہے مگر ہے جائے ادب
لرزاں ہیں قدم دل ہے ترساں، رہ رہ کے ندامت ہوتی ہے

جبتک نہ بلائیں وہ خود ہی ہو جائے حضوری ناممکن
جاتے ہیں وہی جن پر انکی ایک خاص عنایت ہوتی ہے

یہ نالۂ پُرغم نیمِ شبی تسکین کا باعث ہے تو مگر
کہتا ہے ادب خاموش رہو اس میں بھی شکایت ہوتی ہے

یہ انکا کرم ہے ورنہ یہاں جبریل کے بھی پر جلتے ہیں
مضمون میں نعتِ سرور کے کچھ ایسی نزاکت ہوتی ہے

راتوں کو بہت کم سوتے ہیں، اُمّت کے غم میں روتے ہیں
سُو جن ہے پائے اقدس پر اور حق کی عبادت ہوتی ہے

طائف میں جو زخمی کرتے ہیں ان کو بھی دعائیں دیتے ہیں
جو راہ میں پتھر رکھتے ہیں اُنکی بھی عیادت ہوتی ہے

معراج میں عرش پہ جاتے ہیں، نماز کا تحفہ لاتے ہیں
کس شان سے مسجدِ اقصیٰ میں نبیوں کی امامت ہوتی ہے

حضرتؐ کی دعا مقبول ہوئی، ایمان عمرؓ بھی لے آئے
تلوار جو لیکر ڈھونڈتے ہیں، اُن کو بھی ہدایت ہوتی ہے

اُبی کو پیراہن بخشا بخشش کی دعائیں بھی کر دیں
جو جانی دشمن آپکے تھے ان پر بھی عنایت ہوتی ہے

دشمن کو دعائیں دیتے ہیں، مجرم کو بخشش بھی دیتے ہیں
اللہ کے سچے پیغمبر کی یہ بھی علامت ہوتی ہے

محشر میں کہیں جبریلِ امیں آخر ہے تو عارف کیوں غمگیں
وہ شافعِ محشر آپہونچے، لے تیری شفاعت ہوتی ہے

مُحمّدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا

اگر نہ ہوتے نبیؐ اکرم، زمیں، فلک، بحر و بر نہ ہوتے
اگر نہ ہوتے رسولِ اعظمؐ فلک پہ شمس و قمر نہ ہوتے

اگر محمدؐ نہ ہوتے پیدا، زمیں پہ جنّ و بشر نہ ہوتے
نہ قبلہ ہوتا نہ کعبہ ہوتا، جھکے یہ سجدے میں سر نہ ہوتے

نہ حقّ و ہُو کی صدا نکلتی، وجودِ شام و سحر نہ ہوتے
نہ سبزہ اُگتا نہ پھول کِھلتے شجر نہ ہوتے ثمر نہ ہوتے

نہ راہ رَو ہوتے اور نہ رہبر، نہ رستہ ہوتا نہ ہوتی منزل
اگر نہ ہوتے مرے پیمبرؐ، حضر نہ ہوتا سفر نہ ہوتے

کبھی بھڑکتا نہ شعلہ عشق، جنوں نہ ہوتا خرد نہ ہوتی
نہ سوز ہوتا نہ ہوتی مستی، کبھی یہ دردِ جگر نہ ہوتے

نہ ہوتا ایمان کا اُجالا، یقین کی روشنی نہ ہوتی
نماز ہوتی نہ ہوتا قرآں، اگر جو خیر البشرؐ نہ ہوتے

نہ واہ ہوتا نہ آہ ہوتی، یہ غم نہ ہوتا خوشی نہ ہوتی
نبی نہ ہوتے رُسُل نہ ہوتے، جہاں میں ہم معتبر نہ ہوتے

نہ دنیا ہوتی نہ عقبیٰ ہوتا، گھٹا نہ اُٹھتی ہوا نہ چلتی
غرضکہ کچھ بھی نہ ہوتا پیدا، حبیبِ داورؐ اگر نہ ہوتے

نہ ہوتا یہ عرش، او ر کُرسی، کبھی یہ لَوح و قلم نہ ہوتے
مکاں نہ ہوتے مکیں نہ ہوتے، مکاں کے یہ بام و در نہ ہوتے

نہ ہوتے اعمالِ نیک و بد، اور جزا سزا کا نہ ہوتا کھٹکا
نہ حشر ہوتا نہ نشر ہوتا، نہ ہوتی جنّتؔ سقر نہ ہوتے

اگر نہ تشریف لاتے حضرتؐ، نہ ہوتا ظاہر خدا کا جلوہ
نہ ہوتے صدیقؓ اور عثمانؓ، علیؓ نہ ہوتے عمرؓ نہ ہوتے

حیا نہ ہوتی نہ شرم ہوتی، خطا پہ اپنی نہ آنکھ روتی
کھلا نہ ہوتا یہ بابِ توبہ، بشر بہ شکلِ بشر نہ ہوتے

نہ ہوتے شاگرد اور اُستاد، مدرسے ہوتے نہ ہوتے کالج
نہ عقل ہوتی نہ ہوتی دانش، جہاں میں علم و ہُنر نہ ہوتے

نہ ہوتے ادراک اور بصیرت، نہ کھلتے عارفؔ قلم کے جوہر
ادب کی یہ چاشنی نہ ہوتی، نظم نہ ہوتی نثر نہ ہوتے

نعتِ پاک

کبھی جب کتابُ السِّیَر دیکھتا ہوں
محمد کو خیرُ البشرؐ دیکھتا ہوں

طفیلِ رسولِ خداوندِ عالم
مقدّر کو میں عرش پر دیکھتا ہوں

اُسے دیکھتا ہوں دو عالم سے بالا
میں جس پر بھی انکیؐ نظر دیکھتا ہوں

کبھی دیکھتا ہوں میں اُنکی جبیں کو
کبھی وَالضُّحیٰ وَالقمر دیکھتا ہوں

میں پڑھتا ہوں وَاللّیل کی آیتیں جب
تو زلف انکی پیشِ نظر دیکھتا ہوں

انہیں کو خدا کی خدائی کے اندر
میں بعد از خدا مقتدر دیکھتا ہوں

مدینہ کو جو دیکھکر آ رہے ہیں
ادب سے میں انکی نظر دیکھتا ہوں

ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
میں اِن میں نبیؐ کا اثر دیکھتا ہوں

جو اُن کا وفادار ہو اس کو ڈر کیا
اُسے بے ضرر بے خطر دیکھتا ہوں

کوئی دیکھے حالاتِ فرہاد و مجنوں
میں احوالِ پیغامبر دیکھتا ہوں

بشیراً نذیراً سراجاً منیراً
تجھے مرجعِ بحر و بر دیکھتا ہوں

میں عشقِ نبی سے دلِ مضطرب میں
تپش دیکھتا ہوں شرر دیکھتا ہوں

فنا فی الرّسالت ہُوا جا رہا ہوں
تجھے دیکھتا ہوں جدھر دیکھتا ہوں

سببُ تیری امّت کی بربادیوں کا
میں فقدانِ علم و ہنر دیکھتا ہوں

جہاں عارفِ روح الامیں بھی نہ پہونچے
میں انکو وہاں جلوہ گر دیکھتا ہوں

سلام

بحضورِ

خیر الانام

صلی اللہ علیہ وسلم

از

عارف گیاوی

السلام اے قاسمِ انوارِ ایماں السلام
السلام اے ماحیِ ظلماتِ عصیاں السلام
السلام اے مالکِ خُم خانۂ علم و عمل
السلام اے ساقیِ صہبائے عرفاں السلام
السلام اے وجہِ تکوینِ زمین و آسماں
السلام اے باعثِ تخلیقِ انساں السلام
السلام اے شاہکارِ قُدرتِ خلّاقِ کُل
السلام اے احمدِ محبوبِ یزداں السلام
السلام اے رہنمائے کاروانِ انبیاء
السلام اے زینتِ بزمِ رسولاں السلام
السلام اے ہادیِ کُل رہبرِ کون و مکاں
السلام اے شارحِ احکامِ قرآں السلام
السلام اے چارہ ساز و غمگسارِ انس و جاں
السلام اے داروئے دردِ غریباں السلام

ساکچی
جمشید پور

نعتِ پاک

کلامِ خدا ہے کمالِ محمدؐ — ہے اعجازِ جاہ و جلالِ محمدؐ
مرادِ دل ہے وقفِ خیالِ محمدؐ — نظر ڈھونڈتی ہے جمالِ محمدؐ
ہے کیا اللہ اللہ کمالِ محمدؐ — ہے عرش بریں پائمالِ محمدؐ
جہاں دیکھتا ہوں وہیں دیکھتا ہوں — کمالِ محمدؐ جمالِ محمدؐ
کہاں کس نے دیکھی کہاں کس نے پائی — نظیرِ محمدؐ مثالِ محمدؐ
رہا کرتے ہیں وقفِ یادِ الٰہی — جو رہتے ہیں محوِ خیالِ محمدؐ
وہ دل کیوں نہ روشن ہو انوارِ حق سے — جو ہو جلوہ گاہِ جمالِ محمدؐ
وہ آیاتِ وَاللّیلُ وَالشّمسُ طٰہٰ — ہیں تفسیرِ حسن و جمالِ محمدؐ
نبوت ہے شاداں رسالت ہے فرحاں — محمدؐ پہ نازاں کمالِ محمدؐ
وَبِالمؤمنینَ رَؤُفٌ رَّحِیمٌ — دو عالم کی رحمت خصالِ محمدؐ
بشیراً نذیراً سراجاً منیرا — ہے اظہر من الشمس حالِ محمدؐ
فَاَسریٰ بِعَبدِہٖ وَاَوحیٰ اِلَیہِ — ہے معراجِ بامِ کمالِ محمدؐ
سبھی انبیاء آپ کے مقتدی تھے — امامت ہوئی حسبِ حالِ محمدؐ
نجوم اقتداءِ شموس اہتداءِ — محمد و اصحاب و آلِ محمدؐ
احادیث ہیں شرح، اور متن قرآں — یہ ہے رازِ حسنِ مقالِ محمدؐ

درودم نثارِ رسولِ مکرم
سلامم بر اصحاب و آلِ محمدؐ

نعتِ پاک ﷺ

رسولِ خدا آفتاب اللہ اللہ — حبیبِ خدا ماہتاب اللہ اللہ

یہ شانِ رسالت مآب اللہ اللہ — خدا سے ملے بے حجاب اللہ اللہ

شہِ انبیاء لاجواب اللہ اللہ — دو عالم میں ہیں انتخاب اللہ اللہ

وہ نبیوں میں رحمت خطاب اللہ اللہ — وہ لطف و کرم کا ہیں باب اللہ اللہ

اطاعت نبی کی ثواب اللہ اللہ — اطاعت نہ ہو تو عذاب اللہ اللہ

زمانہ ہوا فیضیاب اللہ اللہ — جو برسا کرم کا (بادل) سحاب اللہ اللہ

ہوں ہجرِ نبی میں بیتاب اللہ اللہ — ہو جس طرح ماہی بے آب اللہ اللہ

رُخِ مصطفیٰ پر تبسم ہے رقصاں — کھلا جس طرح ہو گلاب اللہ اللہ

بشیراً نذیراً سراجاً منیرا (روشن چراغ) — یہ اعلیٰ و عمدہ خطاب اللہ اللہ

زیارت ہو جس کو رسولِ خدا کی — وہ نیند اللہ اللہ وہ خواب اللہ اللہ

کمالِ محمد ﷺ کا اعجاز دیکھو — پسینہ ہے مشک و گلاب اللہ اللہ

زبانِ محمد ﷺ پہ بس اُمتی ہے — شفاعت وہ روزِ حساب اللہ اللہ

مٹا کفر، دنیا میں اسلام پھیلا — وہ لائے عظیم انقلاب اللہ اللہ

ہے معراجِ انسانیت کا صحیفہ — وہ قرآن اُمّ الکتاب اللہ اللہ

سُنی گالیاں اور پتھر بھی کھائے — دُعاؤں سے اُن کا جواب اللہ اللہ

مبارک ہو عارفؔ تجھے نعت گوئی

قلم کا ترے آب و تاب اللہ اللہ

نعتِ پاک

کونین میں ہے مستند عظمت حضورؐ کی
دارین میں ہے معتبر رحمت حضورؐ کی

لازم ہے مومنوں پہ محبت حضورؐ کی
واجب ہے اُمتی پہ اطاعت حضورؐ کی

کوئی سمجھ سکے نہ حقیقت حضورؐ کی
معلوم ہے خدا کو فضیلت حضورؐ کی

روزِ جزا ملے گی شفاعت حضورؐ کی
کرتے رہے جو دل سے اطاعت حضورؐ کی

رسالت میں آخری ہے رسالت حضورؐ کی
اُمّت میں آخری ہے یہ اُمّت حضورؐ کی

توحید میں ہے شرط رسالت حضورؐ کی
حُبِّ خدا کے ساتھ محبّت حضورؐ کی

تسلیم تھی عرب کو فصاحت حضورؐ کی
سب سے بڑھی ہوئی تھی بلاغت حضورؐ کی

"معراج عرش خاص برائے محمدؐ ست"
قربت حضور کی ہے یہ رفعت حضورؐ کی

قُربِ خدا نصیب ہو درجات ہوں بلند
پیدا کرے عمل میں جو سیرت حضورؐ کی

لب پہ صدائے "اُمّتی" ہوگی حضورؐ کے
محشر کے دن بھی ہوگی یہ حالت حضورؐ کی

یوں تو خدا کی نعمتیں بندوں پہ ہیں ہزار
سب نعمتوں سے بڑھ کے ہے نعمت حضورؐ کی

ہوتے ذلیل و خوار نہ دنیا میں ہم کبھی
کرتے اگر جو دل سے اطاعت حضورؐ کی

ملتا نہیں سُراغ بلندی کا اب اسے
پستی میں گر گئی ہے یہ اُمّت حضورؐ کی

بدلہ نہ انتقام لیا ظالموں سے بھی
دشمن کے ساتھ بھی ہے یہ شفقت حضورؐ کی

جنّت کے مستحق ہیں یہ دوزخ سے دُور ہیں
اصحابؓ کو نصیب ہے نسبت حضورؐ کی

آتا تھا ورم پائے نبی پر نماز میں
پُر کیف کس قدر تھی عبادت حضورؐ کی

کتنے تھے خوش نصیب وہ اصحابِ مصطفیٰ ؐ — جنکو ملی جہاں میں رفاقت حضورؐ کی
قرآن دے رہا ہے گواہی، حدیث بھی — سب مل کے دے رہے ہیں شہادت حضورؐ کی
قرآں بھی ملا ہمیں، ایمان بھی ملا — جو کچھ ملا ہمیں، ہے یہ برکت حضورؐ کی
بہتر ہے سب سے آپؐ کا اُسوہ مرے لئے — کافی مرے لئے ہے شریعت حضورؐ کی
آسان ہو حساب کی منزل مری تمام — پہچان لُوں جو قبر میں صورت حضورؐ کی
معراج میں خدا نے بُلایا تھا عرش پر — ہے کس قدر خدا کو محبت حضورؐ کی
بے اتّباعِ سنّتِ نبویؐ، نہیں قبول — لازم ہے ہر عمل میں شریعت حضورؐ کی

عارفؔ یہی وظیفہ ہو شام و سحر مرا
حمد و ثنا خدا کی اور مدحت حضورؐ کی

نعتِ پاک

مومن کو شاہِ دیںؐ کی فضیلت پسند ہے / بعد از خُدا حضورؐ کی عظمت پسند ہے

اللہ کو حضور کی اُلفت پسند ہے / اللہ کے رسول کو اُمّت پسند ہے

ہر کام میں حضور کی سیرت پسند ہے / مومن کو ہر عمل میں شریعت پسند ہے

باغ و بہارِ دنیا، نہ جنّت پسند ہے / شہرِ نبیؐ کی مجھ کو زیارت پسند ہے

فرقہ پسند ہے، نہ جماعت پسند ہے / مجھ کو تو پوری قوم کی وحدت پسند ہے

ہے مال و زر پسند، نہ شہرت پسند ہے / اصحابؓ کو حضور کی صحبت پسند ہے

افعالِ شرک اور نہ بدعت پسند ہے / اللہ اور نبیؐ کی اطاعت پسند ہے

اُس پر خدا کی رحمتیں ہوتی ہیں بیشمار / جسکو دُرودِ پاک کی کثرت پسند ہے

اللہ نے ثنا کی ہے "خُلقِ عظیم" سے / اللہ کو رسول کی خصلت پسند ہے

ماحول دشمنی و عداوت کا ہے مگر / اُس رحمتِ جہاں کو شرافت پسند ہے

سب سے بڑی عبادت تھی دیدار آپؐ کا / اصحابؓ کو حضور کی صورت پسند ہے

اللہ نے حضور کو رحمت لقب دیا / اسواسطے حضور کو شفقت پسند ہے

معراجِ عرش خاص ہوئی آپؐ کیلئے / اللہ کو حضور کی رفعت پسند ہے

سب جان و مال اپنا قربان کر دیا / انصارؓ کو حضور کی نصرت پسند ہے

مکّہ کو چھوڑ کر سوئے طیبہ چلے گئے / اللہ کے رسول کو ہجرت پسند ہے

لکھتا رہوں گا نعتِ محمدؐ تمام عمر
عارفؔ کو بس حضور کی مدحت پسند ہے

نعتِ پاک

دل میں ہے جمالِ رُخِ زیبائے محمدؐ — سر میں لئے پھرتا ہوں میں سودائے محمدؐ
ہے کون نہیں مستِ مئے الفتِ حضرتؐ — ہر دل میں ہے پوشیدہ تمنائے محمدؐ
اس نورِ مجسّم کا میں تنہا نہیں شیدا — اللہ بھی سو جاں سے ہے شیدائے محمدؐ
مدت سے تمنائے دلی ہے تو یہی ہے — آنکھوں سے مَلوں خاکِ کفِ پائے محمدؐ
پوشیدہ ہے نظروں سے شبیہہ رخِ جاناں — سینہ میں ہے دل، دل میں تمنائے محمدؐ
آنکھیں یہ نہیں جوش میں ہے بحرِ محبت — دل ہے کہ ہے دنیائے تمنائے محمدؐ
آنکھیں ہوں کھلی اور خبر اپنی نہ ہو کچھ — دیکھا کروں میں یوں ہی سراپائے محمدؐ
کیوں آنکھیں منور نہ ہوں دیدِ رخِ شہؐ سے — اِک نور کا پُتلا ہے سراپائے محمدؐ
اللہ سے ہے جلوۂ بے پردہ کا طالب — پروانۂ شمعِ رخِ زیبائے محمدؐ
وہ آنکھ ہو بے نور جو دیدار نہ چاہے — کس کام کا دل جو نہ ہو شیدائے محمدؐ
اُمت تری بدکار ہے ہاں اتنا بتا دے — اِس در سے وہ جائے تو کہاں جائے محمدؐ

اے عارفؔ دُعا اپنی شب و روز یہی ہے
اللہ دکھائے رُخِ زیبائے محمدؐ

نعتِ پاکؐ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

سوچو! کہ محمدؐ سے وفا ہے کہ نہیں ہے
ہر لمحہ یہ دل اُنؐ پہ فدا ہے کہ نہیں ہے

عشقِ شہِ کونین، بلا ہے کہ نہیں ہے
دیکھو! درِ محبوبؐ کھُلا ہے کہ نہیں ہے

پردہ رخِ انور سے ہٹا ہے کہ نہیں ہے
مہتاب ندامت سے چھُپا ہے کہ نہیں ہے

خاکِ درِ محبوبؐ شفا ہے کہ نہیں ہے
بیمار دلوں کی یہ دوا ہے کہ نہیں ہے

جنّت کی مدینہ میں فضا ہے کہ نہیں ہے
چھائی ہوئی رحمت کی گھٹا ہے کہ نہیں ہے

قرآں کی آیات کی تفسیرِ مکمّل!
سرکارِ دو عالمؐ کی ادا ہے کہ نہیں ہے

ہر دور میں نقشِ کفِ پا صلِّ علیٰ کا
انساں کیلئے راہ نما ہے کہ نہیں ہے

فرمانِ پیمبرؐ کو جو بھولے ہیں مسلماں
بگڑی ہوئی اُمّت کی ہوا ہے کہ نہیں ہے

وہ گنبدِ خضریٰ کہ جو ہے مطلعِ انوار
آرام گہِ خیرِ وریٰؐ ہے کہ نہیں ہے

سرکارؐ کی انگلی سے بہا دودھ کا چشمہ
انگشتِ شہادت ہی عصا ہے کہ نہیں ہے

سورج بھی پلٹ آیا، ہوا شقِ قمر بھی
تاریخ میں ایسا بھی ہوا ہے کہ نہیں ہے

ہر قول میں مومن کے ہے اللہ کا جلوہ
ہر فعل میں احمدؐ کی ضیا ہے کہ نہیں ہے

کچھ غم نہیں دُنیا کی امیری نہ ملی ہے
ایمان کا سرمایہ ملا ہے کہ نہیں ہے

بازار ہے طائف کا، ہدایت کی دعا ہے
ظالم کیلئے بھی یہ عطا ہے کہ نہیں ہے

در سے کوئی محروم سوالی نہیں جاتا
یہ رحمتِ عالمؐ کی سخا ہے کہ نہیں ہے

پہنچا دیں دُرودوں کو سلاموں کو ہوائیں
لے جانے کو نذرانہ صبا ہے کہ نہیں ہے

دنیا میں مسلمان جو کہلاتے ہیں اب تک
یہ اُن کی غُلامی کا صلہ ہے کہ نہیں ہے

آلام و مصائب رہِ اُلفت میں ہیں لیکن
عاشق کو تڑپنے میں مزا ہے کہ نہیں ہے

عارفؔ سا گنہگار، محمدؐ کا ثنا خواں
بتلاؤ، یہ توفیقِ خدا ہے کہ نہیں ہے

فخرِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

جانِ رسالت شانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم — روحِ ولایت نورِ ھدایت صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کا ظاہر عینِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم — آپ کا باطن اصلِ طریقت صلی اللہ علیہ وسلم

دینِ الٰہی آپ کی فطرت صلی اللہ علیہ وسلم — راہِ حقیقت آپ کی سنّت صلی اللہ علیہ وسلم

خیرِ خلائق فخرِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم — خیرِ اُمم ہے آپ کی اُمّت صلی اللہ علیہ وسلم

زینتِ شانہ مہرِ نبوّت صلی اللہ علیہ وسلم — رونقِ عارض نورِ محبّت صلی اللہ علیہ وسلم

ساقیٔ جامِ بادۂ الفت صلی اللہ علیہ وسلم — واقفِ رازِ عشق و محبّت صلی اللہ علیہ وسلم

آپ شفیعِ روزِ قیامت صلی اللہ علیہ وسلم — آپ کے ہم محتاجِ شفاعت صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کی تعلیماتِ نبوّت صلی اللہ علیہ وسلم — سارے جہاں کے واسطے رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

ماحیٔ نفرت حامیٔ اُلفت صلی اللہ علیہ وسلم — دیدیا سب کو درسِ اخوت صلی اللہ علیہ وسلم

حق کو ہے محبوب آپکی سنّت صلی اللہ علیہ وسلم — آپکو نامرغوب ہے بدعت صلی اللہ علیہ وسلم

آپ علمبردارِ صداقت صلی اللہ علیہ وسلم — آپ نے دی ہے دادِ شجاعت صلی اللہ علیہ وسلم

آپسے قائم جود و سخاوت صلی اللہ علیہ وسلم — آپ سراپا لطف و عنایت صلی اللہ علیہ وسلم

عشقِ نبی عارف کی عادت صلی اللہ علیہ وسلم
حاصلِ ایماں آپکی طاعت صلی اللہ علیہ وسلم

هدیۂ درود و سلام بحضورِ خیرُ الانام صلی اللہ علیہ وسلم

نورِ ربّ العُلا پر درود و سلام — آفتابِ ھُدیٰ پر درود و سلام
شمسِ حق کی ضیا پر درود و سلام — حق نِگر حق نُما پر درود و سلام
خاتمِ المرسلین، شافعُ المذنبین — سیّدُ الانبیاءؑ پر درود و سلام
جسکے در کے بھکاری ہیں رُوحُ الامیں — ایسے خیرُ الورٰی پر درود و سلام
جسکے ہالے ہیں بوبکرؓ و عثمانؓ علیؓ — ایسے بدرُ الدُّجیٰ پر درود و سلام
نور سے جسکے روشن ہُوا دو جہاں — ایسے شمسُ الضحیٰ پر درود و سلام
جس سے ایماں مِلا اور ہدایت ملی — ایسے نورُ الھُدیٰ پر درود و سلام
جس پہ قربان سب جنّ و انس مَلَک — ایسے کہفُ الورٰی پر درود و سلام
رنگ و بُوئے گُل و گُلستانِ جہاں — رُوحِ ارض و سما پر درود و سلام
جس سے سب انبیاء و رُسل فیضیاب — اُس رسولِ خدا پر درود و سلام
ایک اُمّی لقب اور والا نسب — مُصطفےٰ مُجتبیٰ پر درود و سلام
وجہِ تخلیقِ کُل کائناتِ جہاں — خاتمُ الانبیاء پر درود و سلام

مُقتدی جسکے ہیں انبیاء و رُسل
عارف اُس مُقتدیٰ پر درود و سلام

نعتِ پاک بحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نعت سے تسکین کا سامانِ رُوحانی کریں
سرورِ عالم، شہِ دیں کی ثنا خوانی کریں

جس نبی کا ہر عمل قرآن کا ہے ترجمہ
اُس نبی کے ذکر سے ہم دل کو نورانی کریں

ہو بیاں کچھ سرورِ کونین کا خُلقِ عظیم
یعنی شرحِ مقصدِ آیاتِ قرآنی کریں

پہلے اخلاقِ نبی سے ہم سنواریں آپ کو
پھر اُسی اخلاق کی دنیا میں ارزانی کریں

جان و دل قربان کریں حکمِ رسول اللہ پر
زندگی میں خیر و برکت کی فراوانی کریں

سیرتِ خیر البشر کا ہر ورق تابندہ ہے
کیوں نہ اُس تابندگی سے کسبِ تابانی کریں

پیروی سنّتِ خیر الوریٰ کرتے رہیں
پھر زمیں پر حکمرانی اور سلطانی کریں

کچھ کتاب اللہ سے اور کچھ رسول اللہ سے
ظاہر و باطن کو ہم دونوں سے نورانی کریں

روشنی کی جستجو کرتے رہیں کیوں ہر طرف
کیوں نہ نورِ مصطفیٰ سے دل کو نورانی کریں

پہلے اپنے دل میں ہم پیدا کریں عشقِ رسولؐ
پھر رموزِ علم و حکمت کی دُرافشانی کریں

سرورِ دیں کی اطاعت کا تقاضا ہے یہی
رُوبروِ اللہ کے خم اپنی پیشانی کریں

پوچھتے ہو اس درِ اقدس کی کیا شانِ جمال
جس درِ اقدس کی خود جبریل دربانی کریں

جو دکھایا راستہ ہم کو رسولِ پاکؐ نے
اُس رہِ حق و صداقت کی نگہبانی کریں

آئیں سب میدان میں اہلِ زباں اہلِ قلم
دین کی خاطر سبھی ایثار و قربانی کریں

عمر بھر لکھتے رہیں عارفؔ جو نعتِ مصطفیٰ
پیروی قدسیؒ و جامیؒ و جانیؓ کریں

نعتِ پاک

تمہیں تو رحمتہ للعالمیں ہو — تمہیں محبوبِ ربّ العلمیں ہو

تم اُمّی، اور صادق ہو، امیں ہو — شہِ ابرار ہو، سالارِ دیں ہو

مرے دل سے جُدا ہرگز نہیں ہو — مرے آقا مرے مولیٰ تمہیں ہو

تمہیں ہو زینتِ بزمِ رسولاں — تمہیں سرتاجِ ختم المرسلیں ہو

محبت ہے تمہاری عینِ ایماں — تمہیں تو میرا ایمان ویقیں ہو

شبِ اسریٰ خدا کے میہماں ہو — تمہیں تو عرشِ اعظم کے مکیں ہو

تمہارے حُسن پر یُوسُفؑ فدا ہیں — تم ایسے خوبصُورت اور حسیں ہو

نبیوں میں اِمامُ الانبیاء ہو — رسولوں میں اِمامُ المرسلیں ہو

مدینہ ہو مرا مسکن الٰہی — نبی کا آستاں، میری جبیں ہو

خُدا کے بعد سب سے محترم ہو — خُدا کے بعد سب سے اوّلیں ہو

تمہیں پر اُترا قرآنِ مقدس — تمہیں تفسیرِ آیاتِ مُبیں ہو

انیسِ بیکساں ہو، مہرباں ہو — قیامت میں شفیعُ المذنبیں ہو

امامُ الانبیاء و اولیاء ہو — امامُ الاوّلین والآخریں ہو

نہیں ہو دُور مجھ سے میرے آقا
کہ عارفؔ کے دل و جاں سے قریں ہو

نعتِ پاک

رونق یہ زمانے میں جو اللہ وغنی ہے
فیضانِ محمد ﷺ مکی مدنی ہے

عالم میں اُسی نور کی بس جلوہ گری ہے
توحید و رسالت کی جو قندیل جلی ہے

جو بات ہے انوار کے سانچے میں ڈھلی ہے
آقا کی زباں کوثر و زمزم سے دھلی ہے

ارشادِ خدا، قولِ رسولِ عربی ہے
جو بات نبی کی ہے وہ ہیروں سے جڑی ہے

صد شکر، کہ ایمان کی دولت جو ملی ہے
انعامِ خدا ہے یہ اور احسانِ نبی ہے

ہے روضۂ اطہر کی زمیں عرش سے بڑھکر
اک جنتِ فردوس مدینے کی گلی ہے

اللہ نے فرمایا "رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ"
خود خالقِ عالم بھی ثنا خوانِ نبی ﷺ ہے

کونین میں ہے سب سے حسیں آپکی صورت
دُنیا نے کہیں ایسی نہ دیکھی نہ سُنی ہے

رگ رگ میں سمائی ہے محبت جو نبی کی
ارمان و تمنا کی ہر اک شاخ ہری ہے

توفیقِ الٰہی ہے مری رہبرِ منزل
جو کعبہ و طیبہ کیطرف لے کے چلی ہے

ہوں محوِ طوافِ درِ محبوب ﷺ الٰہی
یہ حسرتِ پاکیزہ مرے دل میں پلی ہے

سَو جان تصدّق کروں محبوب ﷺ خدا پر
ایمان کی دولت تو اُسی در سے ملی ہے

خاکِ درِ اقدس ہے مری آنکھ کا سُرمہ
اکسیر سمجھ کر اُسے چہرے پہ مَلی ہے

سرکار کا جو نقشِ قدم لے کے چلے گا
عارف وہی انسان حقیقت میں ولی ہے

درود بھیجیں سلام بھیجیں

حضورِ عالی جناب پر ہم درود بھیجیں سلام بھیجیں
شفیعِ روزِ حساب پر ہم درود بھیجیں سلام بھیجیں

اگر ہے عشقِ نبی کا دعویٰ تو عشق کا ہے یہی تقاضا
شہِ رسالت مآب پر ہم درود بھیجیں سلام بھیجیں

حضور کی سیرتِ مقدس کھلی ہوئی اِک کتابِ حق ہے
کلامِ حق کی کتاب پر ہم درود بھیجیں سلام بھیجیں

مُعلّمِ خیر، پیکرِ خُلق، آیۂ رحمتِ الٰہی
نبیِٔ اُمّی خطاب پر ہم درود بھیجیں سلام بھیجیں

ہمیں بھی دنیا و آخرت میں نصیب عزّت کی زندگی ہو
جو ایک عزت مآب پر ہم درود بھیجیں سلام بھیجیں

خدا نے چاہا تو ہشت بابِ بہشت ہم پر کھلیں گے اِک دن
خدا کی رحمت کے باب پر ہم درود بھیجیں سلام بھیجیں

ہمیں بھی حاصل ہو مرکزیّت ابھی منظّم ہو ساری امّت
جو مرکزِ شیخ و شاب پر ہم درود بھیجیں سلام بھیجیں

درِ اجابت پہ باریابی ہماری ہر اک دُعا کو ہوگی
جو حضرتِ مستجاب پر ہم درود بھیجیں سلام بھیجیں

ہماری ہر بات کو زمانہ ضرور سمجھے گا اک نہ اک دن
خطیبِ خیر الخطاب پہ ہم درود بھیجیں سلام بھیجیں

پڑیں گی کرنیں محبّتوں کی ہمارے قلب و جگر پہ عارفؔ
جو عشق کے آفتاب پر ہم درود بھیجیں سلام بھیجیں

نعتِ پاک

گلشنِ دین کے ہیں آپؐ مالی
پھول و پھل سے بھری ڈالی ڈالی

سنگ ریزوں نے دی ہے گواہی
آپؐ کی شانِ عالی نرالی

آ کے توحید کا صُور پھونکا
کفر کی ہو گئی پائمالی

پڑھ لیا آپؐ کا جس نے کلمہ
جان دوزخ سے اُس نے بچالی

تھی گنہگارِ محشر میں اُمّت
آپ نے روسیاہی چھپالی

ہو نہ ظلم و ستم اِس جہاں میں
یہ بنا آپؐ نے آ کے ڈالی

عشقِ احمدؐ میں آنسو بہانا
یہ سکھاتا ہے عشقِ بلالیؓ

دیکھ کر آپؐ کا روئے انور
بدرِ کامل نے صورت چھپالی

بتکدوں میں ہوا شور برپا
آ گئے ہیں رسولِ الٰہی

کم نہ ہوگا کبھی عشقِ احمدؐ
جامِ اُلفت کا ہوگا نہ خالی

بے بدل آپؐ کا علم و حکمت
بے نظیر آپؐ کا خلقِ عالی

بارگاہِ رسالت میں اُمّت
بھیجتی ہے درودوں کی ڈالی

دیکھ کر آپؐ کی شانِ رحمت
دشمنوں نے بھی گردن جھکالی

نعت پڑھتا مدینے میں عارفؔ
سامنے ہوتی روضہ کی جالی

مَدینہ مُنوّرہ

فیضِ خیر الانام کیا کہنا — شاہِ عالی مقام کیا کہنا
میہماں ان کے ہیں مدینہ میں — زائرینِ کرام کیا کہنا
ان کے پاس آئے بھیک لینے کو — جن کے ہم ہیں غلام کیا کہنا
ساقیِ آبِ کوثر و تسنیم — بزمِ مینا و جام کیا کہنا
گنبدِ نور روضۂ اقدس — مرجعِ خاص و عام کیا کہنا
ہے محمدؐ کا نام دل کا سکوں — کتنا پیارا ہے نام کیا کہنا
ارضِ طیبہ کے ذرہ ذرہ میں — نورِ ماہِ تمام کیا کہنا
دم کے دم میں مدینہ پہونچے ہم — مرکبِ تیز گام کیا کہنا
اُن کی ہر اک ادا پہ مرمٹنا — ہے حیاتِ دوام کیا کہنا
بارگاہِ نبی میں پڑھتے ہیں — ہم صلوٰۃ و سلام کیا کہنا
ہم جوابِ سلام پاتے ہیں — ان سے ہیں ہمکلام کیا کہنا

نعتِ پاک

ہم محمدؐ سے وفا کرتے ہیں
حق غلامی کا ادا کرتے ہیں

حق تعالیٰ کی ثنا کرتے ہیں
نعتِ سرکار لکھا کرتے ہیں

جو محبت میں مرا کرتے ہیں
وہ حقیقت میں جیا کرتے ہیں

جرم کو بخش دیا کرتے ہیں
دشمنوں کو بھی عطا کرتے ہیں

عشق میں جان دیا کرتے ہیں
ایسے عاشق بھی ہوا کرتے ہیں

جب بھی غمگین ہوا کرتے ہیں
نعتِ سرکار پڑھا کرتے ہیں

سیرتِ صلِّ علےٰ پر چل کر
دل کے بیمار دوا کرتے ہیں

بادشاہوں سے نہیں ہوگا جو
وہ محمدؐ کے گدا کرتے ہیں

جو محمدؐ کے ہیں سچے عاشق
اُن کی سیرت پہ چلا کرتے ہیں

خود خدا بھیجتا ہے اُن پہ درود
جن وانساں بھی پڑھا کرتے ہیں

شہرِ طائف میں حضورِ اکرمؐ
زخم کھا کر بھی دُعا کرتے ہیں

اللہ اللہ، نبی قرآں کو
خود صحابہ سے سُنا کرتے ہیں

حُسنِ اخلاقِ محمدؐ دیکھو
دشمنوں کا بھی بھلا کرتے ہیں

پائے اقدس پہ ورم آتا ہے
اس طرح یادِ خدا کرتے ہیں

اُمتی شاہِ دو عالم کے ہیں
اِس پہ ہم فخر کیا کرتے ہیں

پڑھئے حضرتؐ پہ درود اور سلام
سب فرشتے بھی پڑھا کرتے ہیں

جن کو سلطانِ دو عالم کہئے
فقر و فاقہ سے رہا کرتے ہیں

حمدِ ربؐ، نعتِ محمدؐ، عارفؔ
مشغلہ اپنا رکھا کرتے ہیں

Scanned by TapScanner

روحِ بزمِ امکانی ؐ

جبینِ سیدالکونین ؐ پر جلوؤں کی تابانی — جو دیکھے اسکو حاصل کیوں نہ ہوں انوارِ ایمانی
نہ تھا کچھ واسطہ تہذیب سے جنکو زمانہ میں — سکھا دی آپ نے اُن گلّہ بانوں کو جہانبانی
مقدر اوج پر اس رات میں تھا عرشِ اعظم کا — ہوئی جب آپکو معراجِ روحانی وجسمانی
نہ موڑا منہ کبھی اعلانِ حق سے آپ نے ہرگز — ہزاروں بولہب، بوجہل تھے جب دشمنِ جانی
رسول اللہ کے فرمان پر قرباں نہ ہو کوئی — بھلا ہو سکتی ہے اس سے بھی بڑھکر کوئی نادانی
ہمیشہ آپکی تائیدِ غیبی حق نے فرمائی — بہت کرتے رہے گو فتنہ پرور، فتنہ سامانی
شہِ لولاک ؐ ہی کو وجہِ خلقِ دوجہاں کہیے — حضورِ پاک ؐ ہیں واللہ روحِ بزمِ امکانی
بفضلِ حق تعالیٰ اور طفیلِ حضرت ؐ والا — ہوئی ہے اشرفِ خلقِ خدا یہ نوعِ انسانی
رموزِ عاجزیّ و بندگی سکھلائے بندوں کو — مٹا دی آپ نے دنیا سے فرعونیّ و ہامانی
کیا اعلان جب سے آپ نے "اَلفَقرُ فَخرِی" کا — فقیرِ بے نوا بھی آپ کے کرتے ہیں سلطانی
عیاں ہے آپکی سیرت ؐ "عَلٰی خُلُقٍ عَظِیم" سے — اسی سیرت کی ہیں تفسیر سب آیاتِ قرآنی
کمی کیا ہے وہاں لیکن بقدرِ ظرف ملتا ہے — مری محرومیوں کا ہے سبب کوتاہ دامانی
خداوندِ تعالیٰ کا کوئی ثانی نہیں ہرگز — نبیّ پاک کا بھی خلق میں کوئی نہیں ثانی
زمانہ بھر کی ساری خوبیاں ہیں ذاتِ والا میں — دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا، و حُسنِ ماہِ کنعانی
کبھی اس شخص کو ایمان حاصل ہو نہیں سکتا — نہ ہو جس کو نبیّ الانبیاء سے عشقِ ایمانی

شفیعُ المذنبیں ہیں، رحمۃُ اللّٰعلمیں عارفؔ
گناہوں کی مرے ہے گو فزونی اور فراوانی

جمشید نور

نعتِ پاکؐ

دل میں نقشِ حضورؐ ہو جائے — دل مرا مثلِ طُور ہو جائے
نگہہ و دل میں نور ہو جائے — کاش لُطفِ حضور ہو جائے
اِک توجہ حضور ہو جائے — غم مرا ہم سے دُور ہو جائے
ہو نہ شانِ نبی میں بے ادبی — نہ کبھی یہ قصور ہو جائے
دل اگر بے قرار ہو جائے — پھر یہ دُوری بھی دُور ہو جائے
معاف کر دیں مجھے مرے آقا — مجھ سے جو بھی قصور ہو جائے
ہجرِ آقا میں دم نکل جائے — دل مرا غم سے چُور ہو جائے
اُن کے ادنیٰ سے اک اشارے پر — رحمتوں کا ظہور ہو جائے
ہم نبی کے ہیں، اور نبی میرے — کیوں نہ اِس پر غرور ہو جائے
جو بھی مُنکرِ حضورؐ کا ہو گا — وہ درِ حق سے دور ہو جائے
اِک تجلّی ذرا اِدھر آقا — دل کی ظلمت یہ دور ہو جائے
اپنے ہاتھوں سے گر پلا دیں آپؐ — دل میں کیف و سُرور ہو جائے
اُڑ کے پہونچے مدینے میں عارفؔ — کاش اِذنِ حضور ہو جائے

نعت لکھتے رہو سدا عارفؔ
کہ مُنوّر سطور ہو جائے

حرم میں

حرم ہم میں ہے اور ہم ہیں حرم میں / نہیں مبتلا ہم کسی فکر و غم میں
یہاں آج حاضر جو ہیں ہم حرم میں / ہیں ڈوبے ہوئے تیرے لطف و کرم میں
بلایا تھا جن میہمانوں کو تو نے / وہ سب آگئے تیرے گھر دم کے دم میں
بہت زیادہ اس سے تری مغفرت ہے / خدایا معاصی ہیں جتنے بھی ہم میں
تو ہر شے پہ قادر، وہ ہر شے سے عاجز / مرے رب یہ ہے فرق تجھ میں صنم میں
دو عالم کا آئینہ ہے قلبِ مومن / بھلا ہے کہاں بات یہ جامِ جم میں
جو گلزارِ طیبہ میں جذب و کشش ہے / کہاں دلکشی ہے وہ باغِ ارم میں
حلاوت ہے ایماں کی حاصل اسی کو / جو ہے رب سے راضی خوشی اور غم میں
محمد ﷺ کی اُمت ہے مظلوم یارب / گھری ہے وہ اعدا کے ظلم و ستم میں
نہ جامہ نہ دامن نہ جیب و گریباں / میں کیسے پڑوں فکرِ دام و درم میں
کٹھن کیوں نہ ہو اس کو راہِ محبت / پلا ہو بھلا جو کہ ناز و نعم میں
اوامر نواہی سبھی محترم ہیں / نہیں فرق کچھ تیرے لا اور نعم میں
بڑی کشمکش چل رہی ہے الٰہی / مری قسوۃِ قلب اور چشمِ نم میں
بنائیں اگر ہم بھی معبود لاکھوں / تو پھر فرق کیا ہوگا غیروں میں ہم میں

سیاہی گناہوں کی دھو ڈال عارفؔ
ندامت کے اشکوں سے اُن کے حرم میں

رسائی درِ حبیب

ہم کو بھی اپنے گھر وہ بلائیں گے ایک دن
ہم بھی درِ حبیب پہ جائیں گے ایکدن

کعبہ کا پردہ تھام کے ہم ملتزم کے پاس
دکھ درد اپنا ان کو سنائیں گے ایکدن

ہم اُن کے آستانۂ عالی کو چوم کر
آنکھوں سے سیلِ اشک بہائیں گے ایکدن

کعبہ کے اور مدینہ کے انوارِ دل فروز
قلب و نظر میں اپنی سمائیں گے ایکدن

انکی حریمِ ناز میں زمزم کے جام سے
ہم اپنے دل کی پیاس بجھائیں گے ایکدن

گرد و غبارِ کوئے مدینہ ہے، توتیا
خاکِ شفا کا سرمہ بنائیں گے ایکدن

جائیں گے سیرِ گلشنِ طیبہ کے واسطے
ہم بھی گلِ مراد کو پائیں گے ایکدن

پہونچیں گے ہم بھی روضۂ اقدس کے سامنے
قسمت کو اپنی ہم بھی جگائیں گے ایکدن

رنگِ سیاہ پردۂ کعبہ ہے پردہ دار
ظلمت کو اپنی اسمیں چھپائیں گے ایکدن

آقا بُلا کے اپنے درِ پُر فیوض پر
عارفؔ حزیں کو اپنا بنائیں گے ایکدن

نعتیہ قطعات

کبھی کہکشاں سے گذرے کبھی آسماں سے گذرے
یہ خُدا ہی جانتا ہے وہ کہاں کہاں سے گذرے
نہ پہونچ سکا فرشتہ وہ جہاں جہاں سے گذرے
کبھی عرش پر وہ پہونچے، کبھی لامکاں سے گذرے

خیرُالخطاب آپ ہیں، رحمت مآب ہیں
نبیوں میں انتخاب ہیں، آپ آفتاب ہیں
ختمِ رُسل ہیں، شافعِ روزِ حساب ہیں
سالارِ دیں ہیں، صاحبِ اُمُّ الکتاب ہیں

نعتیہ قطعہ

جہاں اُن کا نقشِ قدم دیکھتا ہوں
وہیں پر جبیں اپنی خم دیکھتا ہوں

انہیںؐ دیکھتا ہوں دو عالم سے بالا
خدا سے فقط اُن کو کم دیکھتا ہوں

تصور میں مدینہ آگیا ہے
مجھے بے جام پینا آگیا ہے
محمدؐ کی غلامی مل گئی ہے
تو ساحل پر سفینہ آگیا ہے

دنیا کا اور دیں کا اُجالا کہیں جسے
جانِ مُراد، روحِ تمنّا کہیں جسے
انسان کا طبیب و مسیحا کہیں جسے
اک بحرِ فیض، نور کا دریا کہیں جسے

نبیؐ کا اُسوۂ حسنہ ہے رہبری کے لئے
یہی ہے کافی، محمدؐ کی پیروی کے لئے
کوئی کسی کے لئے ہے کوئی کسی کے لئے
مگر ہے عارفِ خدا کے لئے، نبیؐ کے لئے

نعتیہ قطعہ

زمیں آسماں، چاند تاروں میں چمکے
خدائی کے کُل شاہکاروں میں چمکے

کلامِ الٰہی کے پاروں میں چمکے
محمدؐ تھے تنہا، ہزاروں میں چمکے

نعتیہ قطعہ

خدا کے بعد دو عالم میں محترم ٹھہرے
مرے حضورؐ کے آگے ہر ایک کم ٹھہرے

خطابِ خیرِ اُمم کا شرف ملا عارفؔ
کہ اِس خطاب کے قابل بس ایک ہم ٹھہرے

نعتیہ قطعہ

چاند تاروں کی بات کرتے ہیں
چار یاروںؓ کی بات کرتے ہیں (خلفاء اربعہ)

جب بھی کرتے ہیں ذکرِ خُلقِ نبیؐ
تیس۳۰ پاروں کی بات کرتے ہیں

نعتیہ قطعہ

سرکارِ دو عالم کی ادا یاد رہے گی
ہر وقت محمدؐ سے وفا یاد رہے گی

اللہ کا مقبول بنا دیگی یہ عارفؔ
گر سیرتِ محبوبِ خدا یاد رہے گی

بے جام مجھ کو آپؐ نے پینا سکھا دیا
اللہ کے رسولؐ نے جینا سکھا دیا

عارفؔ، حضورِ پاکؐ کے دامانِ فیض نے
انساں کو زندگی کا قرینہ سکھا دیا

رسولِ دو جہاں تک آ گئے ہیں
زمیں سے آسماں تک آ گئے ہیں

حضورِ پاکؐ کا دامن پکڑ کر
مکاں سے لامکاں تک آ گئے ہیں

دُعاء

دل میں عشقِ بلالؓ دے یارب
اپنا قرب و وصال دے یارب
جس پہ ہو جائے خود کمال فدا
مجھکو ایسا کمال دے یارب

نعتیہ قطعہ

پیغمبروں میں آپ کا رتبہ بلند ہے
نبیوں میں سب سے آپ کا درجہ بلند ہے
حق نے بنایا آپ کو "جوامعُ الکلم"
اسواسطے حضورؐ کا خطبہ بلند ہے

نعتیہ قطعہ

عرشِ عُلیٰ کا زینہ، سرکار کا مدینہ
طیبہ سے دور رہوں میں بیکار ہے یہ جینا
عطر و گلاب میں ہے آقاؐ کا ہی پسینہ
ہیں ناخدا محمدؐ، تو پار ہے سفینہ

نعتیہ قطعہ

سرتاجِ رُسُل سمجھوں، پیغمبرِ دیں لکھوں
یٰسٓ و مُزمّل کہوں، قرآنِ مُبیں لکھوں

دانائے سُبُل جانوں، ایمان و یقیں لکھوں
ہادیٔ اُمم سمجھوں، صادق اور امیں لکھوں

رب کی پہچان

بندے کو اگر اپنے رب کی پہچان نہیں تو کچھ بھی نہیں
انسان بخوئے انسانی، انسان نہیں تو کچھ بھی نہیں

تہذیب نئی، اخلاق نئے، ہے فکر کا اب انداز نیا
گر پیشِ نظر میرے عارفؔ، قرآن نہیں تو کچھ بھی نہیں

نعتیہ قطعہ

میرے نبیؐ محترم امیرِ سپہرِ برتری
راحتِ جانِ عاشقاں، جانِ جہانِ دلبری
شمس بھی ہے، قمر بھی ہے لعل بھی ہے، گہر بھی ہے
آپکے سامنے مگر کس کو مجالِ ہمسری

اگلے مسلمان

وہ باخدا وہ صاحبِ ایمان اب نہیں
وہ باعمل وہ صاحبِ قرآن اب نہیں
اب بھی جہاں میں بیشک مسلماں کا ہے وجود
لیکن وہ عہدِ ماضی کے مسلمان اب نہیں

آہستہ آہستہ

کمال آتا ہے انساں میں مگر آہستہ آہستہ
صدف میں جیسے بنتا ہے گہر آہستہ آہستہ
مکمل ہوتا ہے علم و ہنر آہستہ آہستہ
کہ پختہ ہوتی ہے فکر و نظر آہستہ آہستہ

نعتیہ قطعہ

مِلی نبی کو ہے عظمت خدا کی ذات کے بعد
پھر اس کے بعد کوئی آپ کا جواب نہیں
کوئی نبی نہیں آئے گا اب حضورؐ کے بعد
قرآں کے بعد خدا کی کوئی کتاب نہیں

نقشِ قدم حضورؐ ہے مشعل حیات کا
دامن حضور کا ہے وسیلہ نجات کا
اللہ کی کتاب کی تفسیر ہے حدیث
کوئی جواب ہی نہیں حضرتؐ کی بات کا

سرکشی

عقل بھی، ہوش بھی، خرد بھی ہے
اور تمیزِ نیک و بد بھی ہے
پھر بھی انساں گناہ کرتا ہے
سرکشی کی تو عارفؔ حد بھی ہے

قطعاتِ نعتیہ

کھُلا رہتا ہے صبح و شام میخانہ محمّدؐ کا
پیا کرتا ہے جامِ عشق دیوانہ محمّدؐ کا
جہاں آتے ہیں جبریلِ امیں بھی باادب ہوکر
ہے کتنا محترم عارفؔ وہ کاشانہ محمّدؐ کا

بہتا ہے رحمتوں کا دریا تری گلی میں
جاری ہے نعمتوں کا چشمہ تری گلی میں
سُنّت کی پیروی ہے بنیاد معرفت کی
بامِ بہشت کا ہے زینہ تری گلی میں

فرش سے عرش تک رسائی ہے
واہ کیا شانِ مصطفائی ہے
ہفتِ اقلیم پر حکومت ہے
بسترے میں فقط چٹائی ہے

یہ پوری دنیا

نعتیہ قطعہ

سرکارِ دو عالم کی ادا لے کے چلا ہوں
بدعات میں سُنّت کی ضیا لے کے چلا ہوں

اب کوئی پیئے یا نہ پیئے اُس کا مقدر
بیمار دلوں کی میں دوا لے کے چلا ہوں

تجلّی

تجلّیات کے پردے اُٹھائے جاتے ہیں
ہر ایک تارِ نظر میں سمائے جاتے ہیں

نظر سے حُسنِ دو عالم گرائے جاتے ہیں
ہر ایک لمحہ وہ اپنا بنائے جاتے ہیں

اقرارِ خطا

اقرار ہے مجھ کو کہ گنہگار ہیں ہم
لیکن تری رحمت کے طلبگار ہیں ہم

دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں ہم
دانا ہیں، نہ عاقل ہیں، نہ ہُشیار ہیں ہم

نعتیہ قطعات

محمدؐ کو حبیبِ خالقِ ارض و سما کہیے
گروہِ انبیاء و اولیاء کا رہنما کہیے
جگر کے خون سے قرطاسِ دل پر اک ثنا لکھیے
زبانِ عشق سے نعتِ محمدِ مصطفیٰ کہیے

ہے خالقِ عالم بھی خریدارِ محمدؐ
دیکھے تو کوئی شوکتِ بازارِ محمدؐ
سمجھونگا اسے دولتِ کونین سے بڑھکر
ہو جائے اگر خواب میں دیدارِ محمدؐ

رحمت کی گھٹا لاؤ مدینہ کی ہواؤ
دو بوند بھی برساؤ مدینہ کی ہواؤ
آقاؐ سے یہ کہدینا کہ بیمار ہے اُمّت
کچھ خاکِ شفا لاؤ مدینہ کی ہواؤ

نعتیہ قطعات

کاش محشر میں رہوں احمدِ مختار کے ساتھ
شافعِ روزِ جزا، خلق کے غمخوار کے ساتھ
دیکھو اصحابِ محمد کا مقدر عارف
جو رہے شام و سحر سیدِ ابرار کے ساتھ

پھیلی ہے دو عالم میں تنویر محمد کی
پھرتی ہے نگاہوں میں تصویر محمد کی
کلمہ میں اذانوں میں ہے نامِ محمد بھی
منظور ہے قدرت کو توقیر محمد کی

کسی کو مال و زر کی جستجو ہے
مجھے خیر البشر کی جستجو ہے
جہاں جبریل بھی آتے ہیں جھک کر
انہیں کے خاکِ در کی جستجو ہے

آرزو

نعتیہ قطعات

مدینہ کی زمیں خُلدِ بریں معلوم ہوتی ہے
درخشاں ذرّے ذرّے کی جبیں معلوم ہوتی ہے
جہاں آرام فرما ہیں امام الانبیاءؐ عارفؔ
مجھے تو وہ زمیں عرشِ بریں معلوم ہوتی ہے

خدا کا ذکر کرتے ہیں نبیؐ کی بات کرتے ہیں
بحمداللہ، ہم اب زندگی کی بات کرتے ہیں
نبیؐ کا اپنی اُمّت پر بڑا احسان ہے عارفؔ
دمِ آخر جو "ربِّ اُمّتی" کی بات کرتے ہیں

ہیں رسولِؐ خُدا مدینے میں
خلق کے پیشوؐا مدینے میں
ہے دُعا بار بار یہ عارفؔ
موت آئے خُدا مدینے میں

نعتیہ قطعات

دُنیا کو مساوات سکھایا ہے نبیؐ نے
نیکی کا سبق سب کو پڑھایا ہے نبیؐ نے
پیغام سُنایا ہے "ھُوَ اللہُ اَحَد" کا
پتھر کی عبادت سے بچایا ہے نبیؐ نے

دکھلا دے خدا مجھکو بھی دربار نبیؐ کا
پھر بھائے گا نظروں کو روضہ نہ کسی کا
وہ بارگاہِ صلِّ علیٰ نور ہے عارفؔ
دل چاک ہو گیا ہے جہاں تیرہ شبی کا

اب نہ اُترے گا صحیفہ کوئی قرآن کے بعد
اور نہ اُمّت کوئی آئے گی مسلمان کے بعد
مِل گئے ہم کو خُدا اور نبیؐ جب عارفؔ
کوئی دولت نہیں اس دولتِ ایمان کے بعد

نعتیہ قطعات

نویدِ مسیحؑ وہ ہے، دُعائے خلیلؑ ہے
ممدوحِ حق، حبیبِ خدائے جلیل ہے
آیا نہ کوئی اُنکی طرح اور نہ آئے گا
سیرت ہے بے مثال تو صورت جمیل ہے

چھوڑ دو اور مضامیں عارفؔ
مدحتِ شاہِ اُممؐ تک آؤ
ایک اُمیؐ کا پکڑ کر دامن
کُرسی و لوح و قلم تک آؤ

پہلا بشر

وہی زمیں ہے وہی فلک ہے مگر وہ پہلا بشر نہیں ہے
وہی ہے رستہ، وہی ہے منزل، مگر وہ ذوقِ سفر نہیں ہے
یہ زندگی مستقل سفر ہے اسی میں ملتی ہے اپنی منزل
جسے تلاشِ خدا ہے اُس کو تلاشِ شمس و قمر نہیں ہے

نعتیہ قطعہ

جب درِ شاہِ زمانہ مل گیا
رحمتوں کا شامیانہ مل گیا
دامنِ صلِّ علیٰ ہے ہاتھ میں
مغفرت کا اک بہانہ مل گیا

تعجب ہے

ہمیں نماز کی فرصت نہیں، تعجب ہے
خدا کے دین سے رغبت نہیں، تعجب ہے

"خدا کو بھول گئے لوگ فکرِ روزی میں"
ذرا بھی پاسِ شریعت نہیں، تعجب ہے

سورۂ والعصر

عملِ صالح اور ایمان، ہے مومن کی پہچان
یہ دونوں اگر نہ ہوں تو سراسر ہے نقصان

اس کے بعد ہے حق اور صبر، دیکھ لو قرآن
ان چاروں کو جو چھوڑے وہی انساں ہے نادان

پیغامِ بیداری

تو باغِ حُسنِ عمل سے گلاب پیدا کر
سوالِ دہر کا عمدہ جواب پیدا کر

متاعِ عمر کو ضائع نہ کر کبھی عارفؔ
کمال و جوہرِ حسنِ خطاب پیدا کر

جانِ جاناں تم نہیں

آدمیّت جس میں کچھ بھی ہو وہ انساں تم نہیں — شانِ اسلامی ہو جس میں وہ مسلماں تم نہیں
دعوے تم کرتے تو ہو عشقِ نبی کے رات دن — سُنّتوں پر انکی لیکن آج قرباں تم نہیں
اپنی جانیں کیں فدا جس کیلئے اسلاف نے — آج اس دینِ مقدس کے نگہباں تم نہیں
آج دنیا کیلئے رہتے ہو تم حیراں بہت — دین کی خاطر مگر کچھ بھی پریشاں تم نہیں
حاملِ وحیِ الٰہی تم تھے کل کی بات ہے — آج کیا ہے حاملِ آیاتِ قرآں تم نہیں
ننگِ دیں، ننگِ وطن، ننگ سلف ہو آج تم — ہے لقب خیرالامم کا جس کے شایاں تم نہیں
کل تمہاری ہر ادا پر جان دنیا تھا جہاں — آج تم کو کیا ہوا محبوبِ دوراں تم نہیں
جان آجاتی تھی جانوں میں تمہیں کل دیکھکر — آج بھی تم ہو مگر اب جانِ جاناں تم نہیں
کس قدر بیباک ہو ڈرتے نہیں اللہ سے — ہولِ محشر سے ذرا بھی کیوں ہراساں تم نہیں
اک زمانہ تھا تمہارا، تھے تمہیں معیارِ حق — اب تمہیں بتلاؤ کیا حق سے گریزاں تم نہیں
آج احساسِ زیاں بھی تم سے کیوں جاتا رہا — اپنے احوالِ دگرگوں پر پشیماں تم نہیں
آہ شیرازہ تمہارا آج ہے بِکھرا ہُوا — انتشارِ باہمی سے کچھ بھی نالاں تم نہیں
تم سے شاہوں کو ملا کرتا تھا شاہی کا سُراغ — آج کیا ہے وارثِ تختِ سلیماں تم نہیں
تم سے کیوں روٹھی ہوئی ہیں رحمتیں اللہ کی — وجہ کیا ہے موردِ الطافِ رحماں تم نہیں

منیٰ کا حادثہ ۱۹۹۷ء

حجاج کی کیا شان ہے میدانِ منیٰ میں
اللہ کا فیضان ہے میدانِ منیٰ میں

جب حج کا سامان ہے میدانِ منیٰ میں
اِک آگ کا طوفان ہے میدانِ منیٰ میں

ہر شخص پریشان ہے میدانِ منیٰ میں
بس موت کا اعلان ہے میدانِ منیٰ میں

لگتا ہے کہ آتش کدہ میدانِ منیٰ ہے
آفت میں گھری جان ہے میدانِ منیٰ میں

کس طرح لگی آگ کوئی کہہ نہیں سکتا
ہر شخص بس انجان ہے میدانِ منیٰ میں

جلتے ہوئے خیموں میں تڑپتی ہوئی لاشیں
بس آہ و فغاں ہے میدانِ منیٰ میں

درجہ ملا حاجی کو شہادت کا منیٰ میں
اللہ کا احسان ہے میدانِ منیٰ میں

نقشہ ہے قیامت کا مگر کلمہ زباں پر
مومن کی یہ پہچان ہے میدانِ منیٰ میں

جس سمت نظر جاتی ہے شعلہ ہے دھواں ہے
بربادی و نقصان ہے میدانِ منیٰ میں

ظاہر میں نظر آتا ہے بس آگ کا شعلہ
یہ عشق کا عنوان ہے میدانِ منیٰ میں

مر جانا وہاں جا کے حیاتِ ابدی ہے
عظمت کی یہ پہچان ہے میدانِ منیٰ میں

جو آگ کے شعلوں سے نہ گھبراتا ہو مومن
ہمت کا وہ سلطان ہے میدانِ منیٰ میں

اللہ کی مرضی کے سوا کچھ نہیں ہوتا
حاجی کا یہ ایمان ہے میدانِ منیٰ میں

اُس ارضِ مقدس میں تو مرنا ہے عبادت
حاجی کا یہ ارمان ہے میدانِ منیٰ میں

آجا، مری جنت میں ہستی کو مٹا کر
قدرت کا یہ فرمان ہے میدانِ منیٰ میں

حاجی جو وطن آ گئے، حج اُن کو مبارک
آئے ہیں مگر جان ہے میدانِ منیٰ میں

اللہ کا مقبول و پسندیدہ ہے حاجی
مرنا اُسے آسان ہے میدانِ منیٰ میں

حاجی تو بس اللہ کا دیوانہ ہے عارفؔ
اللہ یہ قربان ہے میدانِ منیٰ میں

دل کی کہانی

مٹادی جس نے اپنی زندگانی — ملی اس کو حیاتِ جاودانی
اسے عرفانِ حق حاصل نہ ہوگا — کہ جس نے قدر خود اپنی نہ جانی
ثبوتِ عشق بھی کچھ پیش کردو — بہت سن لی محبّت کی کہانی
سُنانا ہے ذرا دل تھام لینا — اثر انگیز ہے دل کی کہانی
صحابہؓ نے سُنا اللہ اکبر — پیامِ حق محمدؐ کی زبانی
نبیؐ کے بعد تھے صدیق اکبرؓ — نہ تھا امّت میں جن کا کوئی ثانی
زبانِ حق عمر فاروق اعظمؓ — محمدؐ کے مشن کے رُکنِ ثانی
بڑے ہی باحیا عثماں غنیؓ تھے — شہِ کونین کی مسجد کے بانی
علیؓ مرتضیٰؓ مولیٰ ہیں اس کے — محمدؐ کی ہے جس پر حکمرانی
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ — یہ چاروں ہیں نبوت کی نشانی
مدینہ جا کے دیکھے کوئی اب بھی — وہاں ہوتی ہے کیسی میہمانی
کہاں میں اور کہاں دربارِ طیبہ — مرے اللہ! تیری مہربانی
کسی شاعر نے کیا ہی سچ کہا ہے — باندازِ دگر با ایں معانی
کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل — نسیمِ صبح تیری مہربانی

جمشید پور

محبت کی روشنی

جنہیں ازل سے محبت کی روشنی نہ ملی
پہونچ کے چاند پہ بھی اُن کو چاندنی نہ ملی
وہ بدنصیب ہے جو محرومِ سوزِ عشق رہا
خدا گواہ، اُسے حق سے آگہی نہ ملی

جو راہِ عشق و محبت میں جان دے نہ سکے
فریبِ زیست ملا، اُسکو زندگی نہ ملی
جو سر کٹانے سے کترائے راہِ اُلفت میں
اُسے جہانِ محبت میں سروری نہ ملی

یہ فصلِ گُل، یہ چمن، یہ خزاں بروشِ بہار
کوئی کلی بھی چمن کی مجھے کھِلی نہ ملی
خدا کے بندوں پہ رحم و کرم جو کر نہ سکے
وہ بندہ بن نہ سکا اُسکو بندگی نہ ملی

خدا کی مرضی پہ راضی رہا نہ جو انساں
ہمیشہ غم مِلا اُسکو، کبھی خوشی نہ ملی
اُلجھ کے رہ گئے شام و سحر میں وہ جنکو
طریقِ عشق میں عارف کی رہبری نہ ملی

حریمِ کردگار

مقام باوقار ہے — حریم کردگار ہے
عجیب لالہ زار ہے — بہار ہی بہار ہے
عجیب حالِ زار ہے — گنہ کا سر پہ بار ہے
گناہ گر ہزار ہے — تو عفو بے شمار ہے
جو قلب شرمسار ہے — تو چشم اشکبار ہے
خدا کے گھر پہ جان و دل — فدا ہے اور نثار ہے
یہاں خدا کے فضل کا — نزولِ بے شمار ہے
سکون ہی سکون اور — قرار ہی قرار ہے
اُسی کا نام اس کے گھر — زباں پہ بار بار ہے
شرابِ جذب و شوق سے — خمار ہی خمار ہے
جمالِ بیتِ یار سے — عیاں جمالِ یار ہے
تصوّرِ فراق سے — عجیب اضطرار ہے
درِ کریم پر مجھے — کرم کا انتظار ہے
اُدھر ہے شانِ مغفرت — اِدھر گناہگار ہے
اُسی کے لطف و فضل کا — یہ دل اُمیدوار ہے
اُسی کے چشمِ عفو پر — نجات کا مدار ہے
جو مائلِ کرم ہے وہ — تو اپنا بیڑا پار ہے
نظر میں اُس کی پھول ہے — نظر پھرے تو خار ہے

کرم پہ اُس کریم کے
نگاہ عارفؔ زار ہے

اب وہ آئینِ لطف و جود کہاں

دین والوں کا اب نمود کہاں
نیک لوگوں کا ہے وجود کہاں

آج آزاد ہو چکی دُنیا
اب وہ پابندی قیود کہاں

اب کہاں فرق رہبر و رہزن
اب تمیزِ زیان و سود کہاں

آج بے جان ہو چکی دُنیا
رُوحِ گلزارِ ہست و بود کہاں

آدمی یوں تو ہیں بہت لیکن
آدمیت کا ہے وجود کہاں

عام ہے کج روی و گمراہی
اب شریعت کی وہ حدود کہاں

اب وہ رسمِ کرم کہاں باقی
اب وہ آئینِ لطف و جود کہاں

آتشِ عشق اب کہاں باقی
قلبِ عاشق میں اب وہ دود کہاں

اب کہاں وہ عبادتوں میں خشوع
ذوق و سرمستیٔ سجود کہاں

اب کہاں وہ تلاوتِ قرآں
کثرتِ ذکر اور درود کہاں

آج ڈرتے ہیں لوگ سب سے مگر
ہیبتِ خالقِ ودود کہاں

ہے بقا و دوام جنت میں
دارِ فانی میں وہ خلود کہاں

ہیں نئے ساز اور نئے مطرب
اب وہ چنگ و رباب و عود کہاں

اب تو اشعار لوگ گڑھتے ہیں
اب مضامین کا ورود کہاں

رب سے غافل رہے جو دل عارفؔ
اُس کو حاصل بھلا شہود کہاں

تصوّف

کرتا ہے مسلماں کو مسلمان تصوّف ۔ انساں کو بنا دیتا ہے انسان تصوّف

بھر دیتا ہے اذعان و یقیں قلب میں اتنا ۔ کر دیتا ہے ایمان کو ایمان تصوّف

عابد کو دکھا دیتا ہے معبود کا جلوہ ۔ انوارِ محبّت کی ہے پہچان تصوّف

عشاق کی دیرینہ تمنّاؤں کا حاصل ۔ محبوب پہ مر مٹنے کا ارمان تصوّف

امراض سے ہوتی ہیں پریشان جو روحیں ۔ ہے اُن کی شفا کیلئے سامان تصوّف

رُتبہ میں فرشتوں سے بھی بڑھ جاتا ہے انساں ۔ انساں کو عطا کرتا ہے یہ شان تصوّف

باطن کو جھکا دیتا ہے اللہ کے آگے ۔ دراصل عبادات کی ہے جان تصوّف

دل کو یہ بنا دیتا ہے کعبہ سے بھی بڑھ کر ۔ بندوں پہ ہے اللہ کا احسان تصوّف

کر دیتا ہے مفہومِ احادیث کو روشن ۔ مومن کو سکھا دیتا ہے قرآن تصوّف

کر دیتا ہے سالک کو مشرف بحضوری ۔ واصل بخدا کرتا ہے ہر آن تصوّف

جو اپنے مخالف کی دلیلوں سے نہ ٹوٹے ۔ ہے معرفتِ حق کا وہ بُرہان تصوّف

دانا کو ہے معلوم تصوّف کی حقیقت ۔ جانے گا بھلا کیا کوئی نادان تصوّف

پوچھا تھا جسے سیّدِ کونین سے آ کر ۔ جبریل نے، بس ہے وہی احسان تصوّف

بندوں کو بنا دیتا ہے اللہ کا تابع ۔ کر دیتا ہے اسلام کو آسان تصوّف

مومن کو عطا کرتا ہے ایماں کی حلاوت ۔ سالک پہ ہے اللہ کا رضوان تصوّف

اظہارِ تعلق کو ہوس جانئے عارف
واللہ محبّت کا ہے کتمان تصوّف (چھپانا)

جو ہو، سو ہو

عشق میں تیرے کوہِ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو عیش و نشاطِ زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

چاکِ جگر کو سوزنِ غم سے سیا جو ہو سو ہو دامنِ دل کو تار تار میں نے کیا جو ہو سو ہو

میں بے نیاز ہو گیا انجامِ کارِ عشق سے جامِ غمِ فراق کو بھر کر پیا جو ہو سو ہو

رشتۂ دل کو جوڑ کر ایک ہی ذاتِ پاک سے اُس کے سوا ہر ایک کو چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

ساقی کی اِک نگاہِ فیض کافی ہے بس مرے لئے شیشہ و جام اور سُبو توڑ دیا جو ہو سو ہو

کشتی کو اپنی عمر کی موجِ حوادثات میں ساحلِ عشق کیطرف موڑ دیا جو ہو سو ہو

مجھ نامُراد کے لئے آرام و چین ہے کہاں اُس کی طلب میں بارِ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو

عارفؔ نے عقل و ہوش کو بالائے طاق رکھ دیا
عشق و جنوں سے رابطہ جوڑ لیا جو ہو سو ہو

پیغام ابنُ الشیطانُ

اب عالم دیں کوئی یہاں آنے نہ پائے
آجائے اگر کوئی تو پھر جانے نہ پائے

یہ دین بھی کہنہ ہے یہ قرآن بھی کہنہ
کوئی اسے ہرگز ہمیں سمجھانے نہ پائے

گُتھّی مری اُلجھی ہوئی صدیوں سے ہے مانا
لیکن اسے واعظ کبھی سُلجھانے نہ پائے

سُلجھے ہوئے فیشن کے پرستار ہیں ہم لوگ
پابندئ مذہب ہمیں اُلجھانے نہ پائے

اُس قائدِ اعظم پہ ہیں سو جان سے قرباں
مذہب کی ہمیں راہ جو بتلانے نہ پائے

مسلم ہیں مگر کوششِ پیہم ہے یہ اپنی
اسلام کی باتیں کوئی پھیلانے نہ پائے

ہم بولتے ہیں جھوٹ ہنر جان کے لیکن
اعلان ہے کوئی ہمیں جھٹلانے نہ پائے

ارمان یہی ہے کہ تکبّر کی صفت میں
فرعون بھی ہم سے کہیں بڑھ جانے نہ پائے

کہتا ہے مسلماں کہ شرابیں نہ پیو تم
روکو اُسے پبلک کو یہ بہکانے نہ پائے

خنزیر کو، کتّے کو، نجس کہتا ہے قرآں
قرآن کی باتوں میں کوئی آنے نہ پائے

لیتے بھی ہیں دیتے بھی ہیں ہم سُود شب و روز
اب سود کی حُرمت کوئی بتلانے نہ پائے

ایمان و عمل چاہئے جنّت کے لئے عارفؔ
ہشیار! یہ دنیا تمہیں الجھانے نہ پائے

ایک حقیقت

مدرسہ میں نہ خانقاہ میں ہے
جو تجلّی دلِ تباہ میں ہے

نہ کسی لشکر و سپاہ میں ہے
جو بھی طاقت ہے لاالٰہ میں ہے

جو بشر آج واہ واہ میں ہے
کل قیامت میں آہ آہ میں ہے

لاش میری پڑی تو راہ میں ہے
جاں مگر کوچۂ اِلٰہ میں ہے

ذرّہ ذرّہ میں نور اُسی کا ہے
جلوہ اس کا ہی مہر و ماہ میں ہے

ایک طرفہ نہیں ہے لذّتِ عشق
بلکہ دونوں طرف کی چاہ میں ہے

ماسوا حق کے کچھ نہیں موجود
اُس کا پرتو ہے جو نگاہ میں ہے

دل تو ہے اس کی یاد سے معمور
جان قربان اس کی راہ میں ہے

ہم کسی در پہ سر جھکاتے نہیں
ایک ہی در مری نگاہ میں ہے

کارواں بے سبب نہیں بھٹکا
راہبر خود ہی اِشتباہ میں ہے

شوقِ ایمان، کفر سے نفرت
یہ محمدؐ کی درس گاہ میں ہے

کیسے رحمت خدا کی نازل ہو
آدمی مبتلا گناہ میں ہے

ایک قہرِ خدا اسے سمجھیں
جو مصیبت کہ اب بیاہ میں ہے

مقصدِ زندگی سے ہے وہ دور
جو گرفتارِ مال و جاہ میں ہے

کوئی اپنا ہو یا کہ بیگانہ
سب برابر مری نگاہ میں ہے

رنج و غم کا ہو کس طرح اظہار
اُس کی تشریح ایک آہ میں ہے

کچھ نہیں ہے کسی کے پاس یہاں
جو بھی ہے اس کی بارگاہ میں ہے

کوئی اس کا بگاڑ سکتا نہیں
جو بھی اللہ کی پناہ میں ہے

Scanned by TapScanner

کس کا کس کا کریں گلہ شکوہ — عافیت ہے تو بس نباہ میں ہے

جس سے ملتی ہے عظمتِ کونین — وہی سیرت مری نگاہ میں ہے

فکر اور جستجو جسے ہو گئے — کامیابی اسی کی راہ میں ہے

مل گئی اس کو منزلِ مقصود — پیر و مرشد کی جو نگاہ میں ہے

موت کے بعد سب برابر ہیں — فرق کوئی گدا نہ شاہ میں ہے

دین کا سیدھا راستہ عارف
سب سے بہتر مری نگاہ میں ہے

مذہب ہی نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہیں کورٹ کے جتنے قانونی اُگذب ہی نہیں تو کچھ بھی نہیں
ہر جھوٹی گواہی اُن کے لئے اَنسب ہی نہیں تو کچھ بھی نہیں

تنظیم نئی، تعلیم نئی کلچر بھی نیا، لیڈر بھی نیا
چرچے ہیں سیاست کے لیکن مذہب ہی نہیں تو کچھ بھی نہیں

مانا کہ حکومت بھی خوش ہے، ارباب حکومت بھی خوش ہیں
بندوں کو مگر اللہ سے جب مطلب ہی نہیں تو کچھ بھی نہیں

چرچل بھی زباں پر، ہٹلر بھی، ٹوجو بھی ہے اور اسٹالن بھی
جس لب پہ ہو نام رب جاری وہ لب ہی نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہے ڈانس بھی اور فٹ بال بھی ہیں، شطرنج و سینما ہال بھی ہیں
میدانِ جہاد میں غزووں کے کرتب ہی نہیں تو کچھ بھی نہیں

کالج بھی ہیں اور اسکول بھی ہیں، تعلیم کے گھر گھر چرچے ہیں
لیکن جو علومِ الہٰی کے مکتب ہی نہیں تو کچھ بھی نہیں

عہدے بھی ہیں عز و جاہ بھی ہیں، حکام کے انعامات بھی ہیں
گر خدمتِ دینِ محمدؐ کا منصب ہی نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہاں عہد و وفا کا شعور بھی ہے، ہیں خوب سلیقے سیاست کے
جس ڈھب سے خدا کا دیں ہو بلند وہ ڈھب ہی نہیں تو کچھ بھی نہیں

ریلیں بھی ہیں، موٹر کار بھی ہیں، اُڑنے کو ہوائی جہاز بھی ہیں
اللہ کی راہ میں لڑنے کو مرکبؔ ہی نہیں تو کچھ بھی نہیں
(سواری)

روشن ہوئے دل نیو لائٹ، سے تہذیب کا سورج نکلا ہے
جب قلب میں شمسِ مدینہ کا کوکبؔ ہی نہیں تو کچھ بھی نہیں
(ستارہ)

حق ہے کہ ہے دورِ عقل و خرد، سچ ہے کہ زمانہ علم کا ہے
سب کچھ ہے مگر ایمان و یقیں مشربؔ ہی نہیں تو کچھ بھی نہیں
(دین)

ہوتی ہے سیاحت یورپ بھی، ہے شوقِ طوافِ لندن بھی
گر شوقِ زیارت بطحاء و یثرب ہی نہیں تو کچھ بھی نہیں

جغرافیہ بھی ہے حفظ انہیں، تاریخ بھی از بر یورپ کی
گر حفظ مناقب بوبکر رضؓ و مصعب رضؓ ہی نہیں تو کچھ بھی نہیں

سائنس نے خوب ترقی کی اے عارفؔ! خدا سے بُعد ہوا
وہ حبلِ وریدؔ سے اَقرب ہم اُقرب ہی نہیں تو کچھ بھی نہیں
(رگِ گردن)

اب کہاں ہے؟

سابق جمشید پور
جھاردھنڈ

پتہ کچھ نہیں ہم کو جانا کہاں ہے — نہ معلوم اپنا ٹھکانہ کہاں ہے
کمالات کی قدر ہو اس جہاں میں — بھلا آج ایسا زمانہ کہاں ہے
وہ جس کے ہر اک فرد میں ہو شرافت — بتاؤ کہ ایسا گھرانہ کہاں ہے
ہر اک شخص اب شعر کہنے لگا ہے — طبیعت مگر شاعرانہ کہاں ہے
سبھی عشق سے شوق فرما رہے ہیں — مگر جذبۂ عاشقانہ کہاں ہے
نصیحت تو سب کرتے ہیں سب کو لیکن — وہ دل سوزیٔ ناصحانہ کہاں ہے
محبت کا سب نام لیتے ہیں لیکن — وہ جذبِ جنوں والہانہ کہاں ہے
ہر اک وعظ کی مشق فرما رہے ہیں — مگر لہجۂ واعظانہ کہاں ہے
اب اسلام کے مدعی سب ہیں لیکن — وہ علم و عمل کا خزانہ کہاں ہے
بہت شاعروں کی ہے جادو بیانی — مگر اب وہ قومی ترانہ کہاں ہے
گلہ رہ گیا ہے مصیبت کا لیکن — حضورِ خدا گڑگڑانا کہاں ہے
جبینیں ہر اک در پہ اب جھک رہی ہیں — خدا سے فقط لَو لگانا کہاں ہے
عبادت کی فرصت کسے آجکل ہے — نماز آج وہ پنجگانہ کہاں ہے
یہاں بزم آرائیوں کے ہیں قصے — غمِ عشق کا اب فسانہ کہاں ہے
وقارِ حکومت پہ مرتے ہیں لیکن — وہ انداز اب خسروانہ کہاں ہے

دیوبند و بریلی کے جھگڑے ہیں، عارف
خدا سے وہ ڈرنا ڈرانا کہاں ہے

حجِ مبرور مبارک

جمالِ رُخِ مصطفیٰ لے کے آئے
مرے دردِ دل کی دوا لے کے آئے

نگاہِ شفیع الوریٰ لے کے آئے
محبّت کی دلکش ادا لے کے آئے

وہ انوارِ کوہِ صفا لے کے آئے
وہ اسرارِ غارِ حرا لے کے آئے

وہ یادِ نبیؐ الوریٰ لے کے آئے
وہ تاثیرِ ذکرِ خُدا لے کے آئے

کرم لے کے آئے عطا لے کے آئے
مدینہ سے جُود و سخا لے کے آئے

محبّت میں ہستی کو اپنی مٹا کر
فنا لے کے آئے بقا لے کے آئے

مدینہ کے جلووں سے پُر نور ہو کر
فیوضِ رسولِ خدا لے کے آئے

مدینہ سے چل کر گئے سوئے کعبہ
حرم سے وہ نورِ خدا لے کے آئے

مدینہ سے اصلاحِ اُمّت کی خاطر
پیامِ شہِ ﷺ دوسرا لے کے آئے

درِ حق سے اور بارگاہِ نبی سے
وہ اِک دولتِ بے بہا لے کے آئے

بنے جس سے دل جلوہ گاہِ الٰہی
مدینہ سے وہ کیمیا لے کے آئے

مقامِ اجابت کی نوری فضا سے
وہ تاثیر و جذبِ دُعا لے کے آئے

وہ لائے ہیں امن و اماں کی بشارت
گلِ باغِ مہر و وفا لے کے آئے

جو دولت وہ لائے ہیں نادیدنی ہے
کوئی کیا دکھائے وہ کیا لے کے آئے

خُدا جانے اور اُس کا محبوبؐ جانے
کہ دونوں سے عارفؔ وہ کیا لیکے آئے

شانِ ماہِ رمضان

شکر ہے پھر ہُوا آکر مرا مہماں رمضاں
راحتِ قلب و جگر، قوّتِ ایماں رمضاں

اپنی تقدیر پہ ہم کیوں نہ ہوں نازاں رمضاں
ہم سے ناچیز کے گھر تجھ سا ہے مہماں رمضاں

مست و مخمور نظر آتا ہے جسکو دیکھو
لایا سب کے لیے جامِ مئے عرفاں رمضاں

شکر کی جا ہے اِسی ماہ میں قرآں اُترا
رہنمائی کو مری لایا ہے قرآں رمضاں

آتے ہی ظلمتِ عصیاں کو مٹایا اُس نے
مہر کیطرح ہے یہ ماہِ درخشاں رمضاں

سارے عالم کے لیے باعثِ رحمت ہے تو
تجھ پہ ہو جاؤں میں سو جان سے قرباں رمضاں

کس کا منظورِ نظر تو نہیں اے ماہِ صیام
چاہتا تجھ کو نہیں کون سا انساں رمضاں

تو نے اللہ سے بندوں کو مِلایا آکر
سب مسلمانوں پہ ہے یہ ترا احساں رمضاں

حافظوں کو بڑی ہوتی ہے مسرّت تجھ سے
یُوں تو ہم سب پہ کرم تیرا ہے یکساں رمضاں

مومنو! روزوں کی تکلیف سے راحت ہوگی
ایکدن دے گا تمہیں جنّتِ رحماں رمضاں

شرم آتی ہے کہ کیا ہوگی تواضع، عارفؔ
ہم سے ناکاروں کے گھر آیا ہے مہماں رمضاں

ترانۂ مدرسہ قاسمیہ گیا، بہار

ہے یادگارِ فخرِ زماں قاسمیہ مدرسہ
ہے علمِ دیں کا بحرِ رواں قاسمیہ مدرسہ

اسلام کا متاعِ گراں قاسمیہ مدرسہ
گہوارۂ ایمان و اماں قاسمیہ مدرسہ

ہوتا ہے درس روز و شب قرآنِ پاک کا
صُفّہ کی یادگارِ عیاں قاسمیہ مدرسہ

سیراب ہو رہے ہیں یہاں تشنگانِ علم
رحمت کا ہے وہ جوئے رواں قاسمیہ مدرسہ

سب ظلمتِ جہالت و بدعات چھٹ گئیں
ہے آفتاب نور فشاں قاسمیہ مدرسہ

ارضِ گیا بھی ہو گئی مقبولِ کردگار
ہے آج سب کے وردِ زباں قاسمیہ مدرسہ

نسبت حسینؒ و قاسمؒ و محمودؒ کی جسے
اسعدؒ کی ہے دعا نہاں قاسمیہ مدرسہ

قطبِ زماں، مجاہدِ اسلام، فخرِ دیں
دائم ہے جنکا فیضِ رواں قاسمیہ مدرسہ

ہیں پیکرِ خلوص و عمل قاری معینِ دیں
ہے جنکی محنتوں کا نشاں قاسمیہ مدرسہ

ایوانِ دیں، شوکتِ اسلام کی بہار
باطل پہ ایک برقِ تپاں قاسمیہ مدرسہ

موجِ حوادث اُٹھّے، مخالف ہوا چلے
حق کا اٹل ہے کوہِ گراں قاسمیہ مدرسہ

عارفؔ رہے یہ قائم بفیضِ محمدیؐ
یارب! سدا یہ رشکِ جناں قاسمیہ مدرسہ

خیرِ مقدم

استاذِ مکرم الحاج حضرت علامہ محمد سالم صاحب قاسمی مدظلہٗ (ناظم وقف دار العلوم)

عِلم کے آفتاب کیا کہنا — عالم لاجواب کیا کہنا
قابلِ قدر شخصیت اِن کی — ہیں یہ عزت مآب کیا کہنا
حق نے بخشا ہے مرتبہ اعلیٰ — دہر میں انتخاب کیا کہنا
اِن سے پھیلی ہے علم کی خوشبو — ہیں یہ مثلِ گلاب کیا کہنا
یہ نمونہ ہیں اپنے والدؒ کے — ہیں یہ اعلیٰ خطاب کیا کہنا
شکریہ، آپ آئے ٹاٹا میں — کرم بے حساب کیا کہنا
ترجماں ہیں حدیثِ نبویؐ کے — شرحِ اُمّ الکتاب کیا کہنا
عِلم جن کو ملا ہے ورثہ میں — مستقل ہیں کتاب کیا کہنا
ہے بجا گر خطیبِ عصر کہیں — فنِّ حُسنِ خطاب کیا کہنا
فیض پہونچاتے ہیں زمانہ کو — لوگ ہیں فیضیاب کیا کہنا
خود بھی پیتے ہیں اور پلاتے ہیں — معرفت کی شراب کیا کہنا
کامرانی نصیب ہے اِن کو — ہیں بہت کامیاب کیا کہنا
دُور رہتی ہیں خامیاں جن سے — پختہ کاری کا باب کیا کہنا
اِن کی آمد سے ہم سبھی خوش ہیں — ہے خوشی بے حساب کیا کہنا
ہیں حکیم الاسلامؒ کے نائب — اُن کی تعبیرِ خواب کیا کہنا
فکر و دانش کا آئینہ کہیے — تجربوں کی کتاب کیا کہنا
ماہتابِ عمل اِنہیں کہیے — ہیں شریعت کا باب کیا کہنا

بارگاہِ خدا میں ہیں مقبول
درِ مصطفیٰ پہ باریاب کیا کہنا
شر کو اور فتنۂ زمانہ کو
کرتے ہیں بے نقاب کیا کہنا
شکر اللہ کا کہ عارفؔ بھی
ان سے ہے فیضیاب کیا کہنا

۱۹۸۸ء

مدرسہ حسینیہ کڈرو، رانچی کے عظیم الشان جلسۂ دستار بندی میں یہ نظم پڑھی گئی

ہے علمِ دیں کا گلستاں — روحانیت کا بوستاں
اس کی ثنا بر ہر زباں — اسلام کا ہے ترجماں
رہتا ہے ہر دم ضوفشاں — کہئے اسے جنّت نشاں
اس کی ترقی دیکھکر — ہر شخص ہے حیرت کناں
چشمہ ہے جاری علم کا — رہتا ہے جو ہر دم رواں
گہوارۂ امن و اماں — وجہِ سکونِ جسم و جاں
یہ جلسۂ دستار ہے — اسلام کی شایانِ شاں
ہے بہار کا دارالعلوم — مخلص ہیں اس کے خادماں
شہرت ہے اس کی چار سُو — اس پر خدا ہے مہرباں
اس کو ترقی اور دے — اے خالقِ ہر دو جہاں
قرآن کا باغیچہ ہے — رہتا ہے ہر دم گلفشاں
بانی ہیں اس کے فخرِ دیں — جو آج ہیں جنّت مکاں (قاری فخر الدینؒ)
تھے واقفِ اسرارِ دیں — رکھتے ہیں جو نام و نشاں
تھے بزم کے روحِ رواں — کہئے جنہیں عظمت نشاں
اسعد[2] ہیں اس کے سرپرست — جن میں ہزاروں خوبیاں
ہیں نائبِ ختم الرسل — ہیں جانشیں قطبِ زماں[3] (شیخ الاسلامؒ)
محبوبِ ربِّ دو جہاں — رکھتے ہیں جو قلبِ تپاں
ملت کا ہے جن سے وقار — ہیں عزم کا کوہِ گراں

ازہرؔ ہیں محمود اللساں — شیریں سخن شیریں زباں (ناظم مدرسہ)

تعمیر کا مردِ جواں — تدبیر کا پیرِ مُغاں

شاداب ہے یہ باغِ علم — اَزہر ہیں اس کے باغباں

ہیں نورِ چشمِ عارفاں — مقبولِ ہر پیر و جواں

فیضِ مدرسہ بیکراں

عارفؔ ہے اِس کا مدح خواں

سنہ ۱۹۹۴ء

ہمارے استاذِ مکرم و محترم
کلام
عارف گیاوی

وفات
۱۸ فروری سنہ ۱۹۸۸ء

نالۂ غم

(حضرت مولانا قاری محمد فخرالدین صاحب گیاوی)

صدق وصفا کا ماہِ درخشاں کہیں جسے — مہر ووفا کا نیرِ تاباں کہیں جسے
حق تو یہ ہے کہ صاحبِ ایماں کہیں جسے — ایک باکمال صاحبِ عرفاں کہیں جسے
علم وعمل کا شمعِ فروزاں کہیں جسے — وہ فخرِ دیں کہ ماہرِ قرآں کہیں جسے
وہ نائبِ رسولؐ کہ ذیشاں کہیں جسے — فخرِ زمانہ، نازشِ دوراں کہیں جسے
وجہِ سکونِ قلبِ پریشاں کہیں جسے — افسوس اب نگاہ سے پنہاں کہیں جسے
وہ فخرِ دیں کہ آیۂ رحماں کہیں جسے — علم وعمل کا ایک گلستاں کہیں جسے
شہر گیا میں مرکزِ علمی وہ جامعہ — علامہ فخرِ دیں کا گلستاں کہیں جسے
قاری معینِ دیں جو ہیں اب انکے جانشیں — گلزارِ فخرِ دیں کا نگہباں کہیں جسے
جس کو ملا شیوخ سے فیضانِ باطنی — وہ مرتبہ کہ خلد بداماں کہیں جسے
جاری ہے جس کے فیض سے چشمہ علوم کا — اک فضلِ خاص رحمتِ یزداں کہیں جسے
مدحِ رسولِ پاک کا جس کو ملا شرف — سردارِ انبیاء کا ثناخواں کہیں جسے
دریائے معرفت تھا رواں انکے شعر سے — رنگینیٔ کلام میں حسانؓ کہیں جسے
وہ مردِ باخدا وہ سراپا شعور وفکر — دانائے رازِ زیست کا عنواں کہیں جسے
دینِ محمدیؐ کی اشاعت تھی رات دن — یہ وہ ادا تھی جانِ بہاراں کہیں جسے
وہ زندگی جو خدمتِ انساں میں کٹ گئی — وہ خدمتِ بلیغ کہ احساں کہیں جسے
وہ کشتیٔ حیات جو ساحل سے لگ گئی — اہلِ ہوس کے واسطے طوفاں کہیں جسے

عارفؔ کہاں سے لائیں گے اب ڈھونڈ کر اُسے
خلقِ خدا کے درد کا درماں کہیں جسے

ہمارے اُستاذِ مکرّم

کلام
عارف گیاوی

نالۂ غم

بیادِ فخر العلماء حضرت مولانا قاری سید محمد فخر الدین صاحب نور اللہ مرقدہٗ مہتمم مدرسہ قاسمیہ اسلامیہ گیا

افسردہ خاطر آج ہے انساں ترے بغیر
ملتا نہیں سکون کا ساماں ترے بغیر

حاصل نہیں سکوں کسی عنواں ترے بغیر
ہے اب تو بیقرار دل و جاں ترے بغیر

ملتا نہیں ہے درد کا درماں ترے بغیر
بزمِ سُرور و کیف ہے زنداں ترے بغیر

روٹھی ہوئی ہے فصلِ بہاراں ترے بغیر
اُجڑا ہوا ہے صحنِ گلستاں ترے بغیر

اے فخرِ دینؒ مثال تری آئے اب کہاں
رہ جائے گا یہ قافلہ حیراں ترے بغیر

اے آفتابِ علم، ولایت کے ماہتاب
خالی پڑی ہے مسندِ عرفاں ترے بغیر

روتے ہیں آج منبر و محراب تجھ کو فخرؒ
سُونی پڑی ہے محفلِ قرآں ترے بغیر

ہر ایک سمت ہے صفِ ماتم بچھی ہوئی
بریاں ہے قلب چشم ہے گریاں ترے بغیر

سالک کو اب سُلوک کا رستہ بتائے کون
پُورا نہ ہو سکے گا یہ ارماں ترے بغیر

اب کون علمِ دین کے نکتے بتائیگا
خالی رہے گا علم سے داماں ترے بغیر

پیدا خَلا ہوا ہے تمہاری وفات سے
بے شُعبہ علمِ دیں کا ہے نقصاں ترے بغیر

رنج و الم میں تیرے گریباں ہے چاک چاک
اُلجھی ہوئی ہے زلفِ پریشاں ترے بغیر

وقفِ الم ہیں غنچہ و گُل، باغباں اُداس
ویرانہ بن گیا ہے گلستاں ترے بغیر

نالۂ غم

بر وفات حسرت آیات حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد ضیاء الدین قادری مظاہری نوراللہ مرقدہ
سابق امام علیم الدین اسٹریٹ کلکتہ، متوفی بتاریخ ۴ مئی ۱۹۹۳ء

اک امیرِ کارواں جاتا رہا
اک سکونِ جسم و جاں جاتا رہا

ہائے فخرِ خانداں جاتا رہا
واعظِ جادو بیاں جاتا رہا

آہ اک شیریں بیاں جاتا رہا
کر کے سب کو نوحہ خواں جاتا رہا

موتِ عالِم موتِ عالَم ہو گئی
یادگارِ عارفاں جاتا رہا

عالمِ دینِ متیں رخصت ہوا
گلستاں کا باغباں جاتا رہا

چھوڑ کر سب کو چلا سوئے عدم
کر کے سب کو خستہ جاں جاتا رہا

دارِ فانی سے ہوا رخصت وہ آہ
وہ بہشتِ جاوداں جاتا رہا

بھائی کو اپنا بنا کر جانشیں
وہ سوئے باغِ جناں جاتا رہا

اللہ اللہ وہ محبت اور خلوص
وہ ہر اک کا قدرداں جاتا رہا

آفتابِ علم رخصت ہو گیا
علمِ دیں کا اک نشاں جاتا رہا

مل گئی تسکین جسم و روح کو
اس جہاں سے شادماں جاتا رہا

جدِّ امجد کا تھا اپنے یادگار
وہ بزرگوں کا نشاں جاتا رہا

فقر میں جس نے گذاری زندگی
فقر کا اک رازداں جاتا رہا

عاشق و مدّاحِ ختمِ المرسلیں
اک نبی ﷺ کا نعت خواں جاتا رہا

واقفِ اسرارِ ایمان و یقیں
دین کا اک ترجماں جاتا رہا

فنِ خطاطی میں تھا جو باکمال
ماہرِ اردو زباں جاتا رہا

تھا جو انشا و ادب میں بے مثال
واعظِ طوطی بیاں جاتا رہا

باوفا و نیک سیرت خوش مزاج ہم نفس اور ہم زباں جاتا رہا
باغِ جنّت میں ہے اب آرام سے وہ سوئے دارُ الاماں جاتا رہا
اب حسینؔ احمد اکیلا رہ گیا
ہائے اس کا مہرباں جاتا رہا (ہمارے بڑے بھائی)

نالۂ غم

قاری قسیم الحقؒ گیاوی

وفات: ۱۹۸۲ء

بقا ہرگز کسی کو بھی نہیں اِس دارِ فانی میں
جو آتا ہے یہاں وہ چند روزہ میہماں ہو کر

کوئی تو کمسنی ہی میں سدھارا بزمِ ہستی سے
گیا کوئی جواں اور کوئی پیرِ ناتواں ہو کر

نہ اِسکو کر سکی حل آجتک کچھ عقلِ انسانی
اَجل کا فلسفہ بھی رہ گیا ہے چیستاں ہو کر

خدا جانے عدم آباد میں ہے کیا کشش ایسی
کہ یوں سب جا رہے ہیں کارواں در کارواں ہو کر

محبی مخلصی "قاری قسیم الحق" بھی آخر
یکایک چل بسے وہ صیدِ مرگِ ناگہاں ہو کر

اجل برحق ہے لیکن کون اس نکتہ سے واقف تھا
کہ یہ بے رحم آئیگی نصیبِ دوستاں ہو کر

بھلا اے دوست کیا جلدی پڑی تھی ایسی جانیکی
ابھی کچھ اور رہتے زیبِ بزمِ دوستاں ہو کر

مشیت پر کسی کا کوئی قابو چل نہیں سکتا
وہیں جانا ہے آخر سب کو بے تاب و تواں ہو کر

نہیں رہنے کو آیا ہے کوئی اِس دہرِ فانی میں
مٹیں گے ایک دن سب نقشِ پائے رہرواں ہو کر

دعائے مغفرت لازم ہے اب مرحوم کے حق میں
خدا فردوسِ اعلیٰ میں جگہ دے مہرباں ہو کر

عدم کا جانے والا واپس آسکتا نہیں عارف
اگرچہ جان اپنی کھو دے کوئی نوحہ خواں ہو کر

غزل

آ گئے اُس ماہ کے نورِ مہہ کامل کیا ہے
رشک سیماب ہے پہلو میں مرے دل کیا ہے

سُن کے بولے وہ مری عقدہ کشائی کا سوال
کچھ سمجھ میں نہیں آتا تری مشکل کیا ہے

مذہبِ عشق میں فریاد بھی ہے ایک گناہ
مائلِ آہ و فغاں ہجر میں اے دل کیا ہے

دم ہے آنکھوں میں پڑا خاک ہے یہ قیسِ حزیں
کیا خبر تجھ کو ہے لیلیٰ پسِ محمل کیا ہے

رہِ الفت میں نہیں جائے قرار و مسکن
رہروِ عشق! تجھے خواہشِ منزل کیا ہے

ہم دکھا دیں گے چلے آؤ گے تم دل تھامے
ہم بتا دیں گے کبھی جذبۂ کامل کیا ہے

رہ گیا دل میں مرے ٹوٹ کے پیکاں عارفؔ
ورنہ رہ رہ کے یہ ہر دم خلشِ دل کیا ہے

سہرا

(جھارکھنڈ)

نتیجۂ فکر:- عارف گیاوی، امام جامع مسجد ساکچی جمشید پور

نوشۂ ذی شاں کا سہرا لا الٰہ الا اللہ — صاحبِ ایماں کا سہرا لا الٰہ الا اللہ
حافظِ قرآں کا سہرا لا الٰہ الا اللہ — قاریٔ قرآں کا سہرا لا الٰہ الا اللہ
رہرو باطل کے سر پر سہرا فانی پھولوں کا — عالمِ قرآں کا سہرا لا الٰہ الا اللہ
سہرا باغی ذہنوں کا عیش و نشاط و لہو و لعب — تابعِ قرآں کا سہرا لا الٰہ الا اللہ
سہرا، طالبِ دنیا کا، مال و دولت جاہ و حشم — طالبِ رحماں کا سہرا لا الٰہ الا اللہ
دام درم کی لڑیوں میں، سہرا بندۂ شیطاں کا — دشمنِ شیطاں کا سہرا لا الٰہ الا اللہ
سہرا بندۂ دوراں کا حرص و ہوس کی افزونی — فاتحِ دوراں کا سہرا لا الٰہ الا اللہ
سہرا جھوٹے مسلماں کا، شرک و بدعت تاریکی — سچے مسلماں کا سہرا لا الٰہ الا اللہ
زیب و زینتِ مصنوعی، سہرا پست نہادوں کا — نازشِ دوراں کا سہرا لا الٰہ الا اللہ
سہرا قلبِ کج خو کا جہل و ظلمت گمراہی — قلبِ درخشاں کا سہرا لا الٰہ الا اللہ
سہرا جاہ پرستوں کا، یاس و حرماں درد و الم — خلدِ بداماں کا سہرا لا الٰہ الا اللہ
سہرا خارِ باطل کا، ابلیسی و بوجہلی — حق کی بہاراں کا سہرا لا الٰہ الا اللہ
فکر ہے جب صالح عارف لکھ دے یقیں کے خامے سے — نوشۂ ذی شاں کا سہرا لا الٰہ الا اللہ

لا الٰہ الا اللہ — لا الٰہ الا اللہ — لا الٰہ الا اللہ — محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم